الحمد للہ اللطیف و الصلوۃ و السلام علی رسولہ الشفیق اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوۃ و السلام علیك یا رسول اللہ　　　وعلی الك و اصحابك یا حبیب اللہ

اسلامی عقائد کی حکمتوں پر مشتمل ایک بہترین کتاب بنام

عقائد کی حکمتیں

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...اللہ کی ذات وصفات کے متعلق عقائد
☆...انبیاء ورسل علیہم السلام کے متعلق عقائد
☆...ملائکہ کے متعلق عقائد
☆...آسمانی کتابوں کے متعلق عقاید
☆...جِن کے متعلق عقائد
☆...عالمِ برزخ کے متعلق عقائد
☆...قیامت اور موت کے بعد اٹھایا جانا
☆...جنت و دوزخ کے متعلق عقائد

مصنف
مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

ناشر: مکتبۃ دار السنہ دہلی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

کتاب : عقائد کی حکمتیں

مصنف : مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

کمپوزنگ : مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

صفحات : 153

ناشر : مکتبۃ دار السنہ دہلی

پتہ: : (نزد فیضانِ مدینہ، تاج نگری فیس ۲ تاج گنج آگرہ یوپی

الہند

Pin code: 282001

اس کتاب کو چھپوانے کے خواہش مند حضرات اس نمبر پر رابطہ کریں

calling & whats app no:

+918808693818

فہرست

صلوا علی الحبیب
صلی اللہ علی محمد

شرفِ انتساب

میں اپنی اس تصنیف کو اپنے رہبر و مقتدی، سیدی و مرشدی، شیخِ طریقت امیرِ اہلِ سنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابو بلال

محمد الیاس عطار قادری رضوی

(زید مجدہ و شرفہ و علمہ و عملہ و عمرہ)

کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں

ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مصنف کا تعارف

نام محمد شفیق خان، والد کا نام محمد شریف خان ہے، سلسلۂ قادریہ رضویہ عطاریہ میں شیخِ طریقت امیرِ اہلسنت بانئ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ سے ۲۰۰۴ء میں بیعت ہونے کی وجہ سے اپنے نام کے ساتھ عطاری لکھتے ہیں، آپ کی ولادت قصبہ لَلَوُلِیٰ ضلع فتح پور ہنسوا صوبہ یوپی ہند میں ہوئی، آپ کی تاریخِ پیدائش ۱۰ جون ۱۹۸٦ء ہے۔

مولانا نے ابتداءً ہندی انگلش کی تعلیم حاصل کر کے سن ۲۰۰۰ء میں AC کا کام سیکھنے اور کرنے کے لئے بمبئی چلے گئے تھے اور وہاں پر ۴ سال قیام کیا پھر ۲۰۰۴ء میں اپنے وطن لوٹے، اور وطن میں ہی دعوتِ اسلامی کا مدنی ماحول ملا، دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہونے کے بعد مختلف کورسز کئے اور ۲۰۰٦ء میں اپنے ہی علاقہ کے دار العلوم بنام جامعہ عربیہ گلشنِ معصوم قصبہ للولی میں قاری اقبال احمد عطاری سے قرآنِ پاک ناظرہ اور حضرت مولانا عتیق الرحمٰن مصباحی سے درسِ نظامی کے درجۂ اولی اور کچھ درجۂ ثانیہ کی کتابیں پڑھی، اس کے بعد مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے چریا کوٹ ضلع مؤ تشریف لے گئے اور وہاں درجۂ ثانیہ مکمل کرنے کے بعد اہلسنت کے عظیم علمی ادارے الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ میں مطلوبہ درجۂ ثالثہ کا ٹسٹ دیا اور بفضلہ تعالی کامیاب ہونے کے بعد درجۂ ثالثہ وہیں پڑھی، پھر درجۂ رابعہ دار العلوم غوثیہ (جو ضلع اعظم گڑھ کے گاؤں سَرَیَّا میں واقع ہے) میں مکمل کی پھر

اس کے بعد دعوتِ اسلامی کے جامعۃ المدینہ فیضانِ عطار نیپال گنج، نیپال میں داخلہ لیا اور درجۂ خامسہ سے دورۂ حدیث تک کی تعلیم وہیں مکمل فرمائی، ۲۰۱۴ء میں فراغت کے بعد تدریس کے لئے دعوتِ اسلامی کے جامعۃ المدینہ فیضانِ صدیقِ اکبر آگرہ تشریف لے گئے اور ایک سال وہاں تدریس فرمائی، پھر مزید تدریس کے لئے دعوتِ اسلامی کے مدنی مرکز کے حکم پر بنگلہ دیس کے دار الحکومت ڈھاکہ کے جامعۃ المدینہ تشریف لے گئے، اور وہیں پر دعوتِ اسلامی کے جامعات کے درجۂ ثانیہ میں چلنے والی علمِ صرف کی کتاب بنام مراح الارواح کی اردو شرح بنام **شفیق المصباح** تصنیف فرمائی۔

اس کے بعد پھر جامعۃ المدینہ فیضانِ صدیقِ اکبر آگرہ تشریف لا کر درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ موصوف کو بے بہا برکات و ثمرات سے نوازے اور اس کارہائے نمایہ کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا کر کے موصوف کے لئے توشۂ آخرت بنائے آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم۔

مصنف کی اصلاحی کتب

1☆...مافعل اللہ بک (حصہ اول)
2☆...مافعل اللہ بک (حصہ دوم)
3☆...مافعل اللہ بک (حصہ سوم)
4☆...میری سنت میری امت
5☆...کیا حال ہے؟
6☆...موت کے وقت
7☆...عقائد کی حکمتیں
8☆...پانچ نمازوں کی حکمت
9☆...قرآنی سورتوں کے مضامین
10☆...سب سے پہلے سب سے آخر

11☆...جانشینِ انبیاء کا مختصر تعارف
12☆... قصور کس کا؟
13☆...نصاب مسائلِ نماز
14☆... خطبات مصطفائی و خطبات شفیقی جلد اوّل
15☆... خطبات مصطفائی و خطبات شفیقی جلد دوم
16☆... خطبات مصطفائی و خطبات شفیقی جلد سوم
17☆... تدریس کے ۲۶ طریقے
18☆...رفیق التدریس
19☆... تاریخ ساز شخصیت بننے کے فارمولے
20☆... فیضانِ قرآن کورس
21☆... فیضانِ شریعت کورس
22☆... آسان فرض علوم
23☆... آسان خطباتِ محرم
24☆... تنظیمی نصاب
25☆...اعلی حضرت کا چرچا رہے گا
26☆... آسان حنفی نماز (ہندی)
27☆... عیدِ میلاد النبی ﷺ کیوں اور کیسے؟
28☆... محمد اور احمد کے اسرار
29☆... مدینہ جانا کیوں ضروری ہے؟
30☆... ایک سے دس تک
31☆... نکتے ہی نکتے
32☆... امتِ محمدیہ کے سوالات اور ان کے قرآنی جوابات
33☆... کامیابی کے دس اصول
34☆... درسِ تصوف
35☆... علماء کو اتنی فضیلت کیوں ملی؟
36☆... درود کی حکمتیں
37☆... چاند کی گواہی

مصنف کی درسی کتب

1☆... شَفِيْقُ الْمِصْبَاح شرح مَرَاحُ الْاَرْوَاح
2☆... شَفِيْقِيَّه شرح اَلْاَرْبَعِيْنَ النَّوَوِيَّه
3☆... شَفِيْقُ النَّحْو لحل خُلَاصَةِ النَّحْو (حصہ اول)
4☆... نُوْرُ الْمُغِيْث شرح تَيْسِيْر مُصْطَلَحِ الْحَدِيْث

5☆...شَفِیْقُ النَّحْولحل خُلَاصَةِ النَّحْو(حصہ دوم)

6☆...القول الاظہرشرح الفقہ الاکبر

7☆...شَارِقُ الْفَلَاحِ شرح نُوْرُ الْاِیْضَاح

8☆...عِرْفَانُ الْآثَار شرح مَعَانِی الْآثَار

9☆...عِنَایَۃُ الْحِکْمَت لِحَلِّ بِدَایَۃُ الْحِکْمَت

10☆...خَلِیْلِیَّہ شرح مُنَاظَرَۃُ رَشِیْدِیَّہ

11☆...کَلَامُ الْوِقَایَہ شرح شَرْحُ الْوِقَایَہ

12☆...رَحْمَۃُ الْبَارِی شرح تَفْسِیْرُ الْبَیْضَاوِی

13☆...مُخْتَارُ التَّاوِیْل شرح مَدَارِكُ التَّنْزِیْل

14☆...اَلدَّلَالَۃُ الشَّاھِدَۃ شرح اَلْبَلَاغَۃُ الْوَاضِحَۃ

15☆...اَلْمُعْتَبَرُ الْمُعْتَرَف لحل الْمُعْتَقَدِ الْمُنْتَقَد

16☆...سَلِیْمُ النَّظَر شرح نُزْھَۃُ النَّظَر

17☆...شَفِیْقُ النُّعْمَانِی لِحَلِّ شَرْحِ الْجَامِی

18☆...عَطَایَۃُ الْحِکْمَت شرح ھِدَایَۃُ الْحِکْمَت

19☆... نحو کے دلچسپ سوالات

20☆... صرف کے دلچسپ سوالات

21☆... تسلیم التوقیت

صلوا علی الحبیب
صلی اللّٰہ علی محمد
صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم

الحمد للہ اللطیف و الصلوۃ و السلام علی رسولہ الشفیق اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوۃ و السلام علیك یا رسول اللہ وعلی الك و اصحابك یا حبیب اللہ

درود شریف کی فضیلت

عَنْ رُوَیْفِعِ بن ثَابِتٍ ، أَنّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ : مَنْ قَالَ : اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفَعْتُ لَهُ۔

حضرت رویفع بن ثابت سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جس نے یہ کہا: ”اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ“ اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

(مُعْجَم کبیر ج ۵ ص ۲۵ حدیث ۴۴۸۰)

ترجمہ: اے اللہ! حضرتِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر رحمت نازِل فرما اور انہیں قیامت کے روز اپنی بارگاہ میں مُقَرَّب مَقام عطا فرما۔

وجہِ تصنیف

اللہ پاک کا کروڑہا کروڑ احسان کہ اس نے ہمیں انسان بنایا اوراسلام کی دولت سے سرفراز فرمایا اور ہماری بھلائی کے لئے اس نے ہم پر کچھ احکام فرض فرمائے جن کو ہم اسی کی توفیق سے ان احکامات کو دل و جان سے مانتے اور بخوشی ان پر عمل کرتے ہیں۔ لیکن ہمارے معاشرے میں بعض ایسے افراد بھی پائے جاتے ہیں جو علمِ دین سے دوری کے سبب آئے دن

اسلامی احکامات پر چوں و چراں کرتے ،اسلامی احکامات کو عقلی ترازو پر تولتے دکھائی دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسلام نے جو ہم پر احکام فرض فرمائے ہیں ان کی حکمت کیا ہے ؟لہٰذا ضرورت محسوس ہوئی کہ کوئی ایسی کتاب ہونی چاہیئے جس میں اسلامی احکام کی حکمتیں اور عقلی دلائل موجود ہوں جس سے اسلامی احکام کی اہمیت اجاگر ہو سکے ،انہی حالات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اس کتاب کو تحریر کیا گیا ہے۔اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو مقبولیت عطا فرمائے اور عوامِ اہلِ سنت کے لئے نفع بخش بنائے۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم

عرضِ مصنف

اے عاشقانِ رسول! جب بھی ہم حکمت کا لفظ سنتے ہیں تو فوراً ہمارا ذہن علمِ طب کی جانب جاتا ہے کہ حکمت سے مراد ڈاکٹری ہے حالانکہ ایسا نہیں بلکہ حکمت کا لفظ اپنے دامن میں بہت وسعت رکھتا ہے (جیسے کہ آگے ہم بیان کریں گے) کہ یہ ایک ایسا وصف ہے جس سے متصف ذاتِ باری تعالی بھی ہے جیسے کہ قرآنِ عظیم میں جابجا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ-(بے شک تو ہی علم و حکمت والا ہے) (پ۔ا۔البقرہ۔ ۳۲) اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ- (اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں عزت والا حکمت والا) (پ۔۳۔اٰل عمران۔٦)اور اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا- (بے شک اللہ علم والا حکمت والا ہے) (پ۔۴۔النساء۔ ۱۱)مذکور ہے۔ نیز قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں لفظ (اَلْحَكِيْم) ۴۲ بار آیا ہے جس میں سے تین بار قرآنِ کریم کے لئے اور ایک بار نصیحت کے لئے اور ۳۸ مرتبہ اللہ وحدہ لا شریک لہ کے لئے استعمال ہوا ہے اور لفظ

(حَكِيماً) اللہ تعالیٰ کے لئے ۱۶ مقامات میں استعمال ہوا ہے نیز لفظ (اَحۡكَمُ الۡحٰكِمِيۡنَ) اللہ تعالیٰ کے لئے قرآنِ کریم میں ۲ بار استعمال ہوا ہے، جبکہ لفظ (حکمۃ) ۲۰ مقامات پر مختلف معانی کے لئے استعمال ہوا ہے۔

ان اعداد سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ ہمارا اسلام دیگر چیزوں کے ساتھ ساتھ اپنے ماننے والوں کو حکمت کا درس بھی دیتا ہے مگر افسوس کہ ہم ان تعلیمات سے دور ہو کر غیروں کے بیان کئے ہوئے فارمولوں اور ان کی تجویز کردہ اصولوں سے متأثر ہو کر حکمت و دانائی کا تاج ان کے سروں پر سجاتے ہوئے نہیں تھکتے اور انہیں علم و حکمت کا بانی سمجھتے ہیں حالانکہ ایسا نہیں، اور ان کی جانب سے اسلام کے احکام پر کئے جانے والے نکتہ چینیوں اور اعتراضات پر کان رکھ کر اسلام کے پاکیزہ قوانین و احکام کے متعلق طرح طرح سے سوالات کرتے ہیں مثلاً:

اللہ کا ہونا کیوں ضروری ہے؟ ایک اللہ اتنی بڑی دنیا کو اکیلے کیسے چلا رہا ہے؟ اگر اللہ ہے تو دیکھائی کیوں نہیں دیتا؟ اللہ نے ساری چیزوں کو پیدا فرمایا تو اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ کیا اللہ ہر وقت جاگتا ہی رہتا ہے سوتا کیوں نہیں؟ اللہ سب کو موت دیتا ہے تو اللہ کو کون موت دے گا؟ اللہ ہی عبادت کا مستحق کیوں ہے؟ اور کوئی کیوں نہیں؟ اللہ کا نام اللہ کیوں ہے؟ اسلام میں پانچ نمازیں کیوں فرض کی گئیں؟ جماعت سے نماز پڑھنا کیوں واجب کیا گیا؟ دو نمازوں میں سرّی اور تین نمازوں میں جہری قرأت کیوں کی جاتی ہے؟ رمضان کے تیس روزے کیوں

فرض کئے گئے ؟ اور تیس ہی کیوں کم یا زیادہ کیوں نہیں ؟زکوۃ کیوں فرض کی گئی ؟ اور وہ بھی ڈھائی فیصد ہی کیوں ؟حج کیوں فرض کیا گیا؟اور وہ بھی مکے میں کیوں ؟وغیرہ وغیرہ۔

حالانکہ ہر دور میں حکمت و دانائی کے تاج کے حقیقی حقدار صرف اور صرف مسلمان رہے ہیں اور ہیں اور رہیں گے ان شاء اللہ عزوجل۔ اس بات کی تائید حدیثِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کرتی ہے جیسے کہ دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۷۳۶ صفحات پر مشتمل کتاب جنت میں لے جانے والے اعمال (جو کہ حافظ محمد شرفُ الدین عبد المُؤمِن بن خَلف دَمیاطی علیہ الرحمۃ کی مصنفہ اَلْمَتْجَرُ الرَّابِحُ فِیْ ثَوَابِ الْعَمَلِ الصَّالِحِ کا اردو ترجمہ ہے) کے صفحہ نمبر ۳۹ میں سنن ترمذی کے حوالے سے مذکور ہے:

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ "حکمت مومن کا گمشدہ خزانہ ہے لہٰذا مومن اسے جہاں پائے وہی اس کا زیادہ حقدار ہے۔"

(سنن ترمذی، کتاب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقه علی العبادة، رقم ۲۶۹۶، ج ۴، ص ۳۱۴)

مِلّتِ اسلامیہ کا حال بزبانِ اقبال

سبحٰن اللہ! کتنا پیارا ارشاد ہے کہ حکمت مؤمن کا گمشدہ خزانہ ہے لہذا مؤمن اسے جہاں پائے وہی اس کا زیادہ حقدار ہے لہذا اگر کوئی حکمت کی بات غیروں کے پاس دیکھیں تو یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ وہ ان کا ہے بلکہ وہ ہمارا ہے کیونکہ اس کا علم ہمیں ہمارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دیا ہے۔ مگر بدقسمتی سے ہم اس کو انہی کا جانتے ہوئے ان کے سروں پر

عزّت کا تاج سجاتے ہیں، اور بھول جاتے ہیں کہ ہم بھی کچھ ہیں۔انہی حالات کو دیکھ کر ڈاکٹر اقبال تڑپتے ہوئے کہا تھا:

جو قوم کے مالک تھی علوم اور حِکَم کی
اب علم کا واں نام نہ حکمت کا پتا ہے
کھوج ان کے کمالات کا لگتا اب اتنا
گم دشت میں اک قافلہ بے طبل و درا ہے
وہ قوم کہ آفاق میں جو سر بفلک تھی
وہ یاد میں اسلاف کی اب روبقضا ہے

اور پھر اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں امت کا حال سنایا تھا کہ:

گو قوم میں تیری نہیں اب کوئی بڑائی
پر نام تیری قوم کا یاں اب بھی بڑا ہے

اے گنبدِ خضریٰ کے مکیں صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم:

ڈر ہے کہیں یہ نام بھی مٹ جائے نہ آخر
مدت سے اسے دورِ زماں میٹ رہا ہے
دیکھے ہیں یہ دن اپنی ہی غفلت کی بدولت
سچ ہے کہ برے کام کا انجام برا ہے

جو کچھ ہیں وہ سب اپنے ہی ہاتھوں کے ہیں کر توت
شکوہ ہے زمانے کا نہ قسمت کا گلہ ہے

مصطفے جانِ رحمت صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم اب جو ہو گیا سو ہو گیا اب آپ ہی سے فریاد ہے آپ ہی ہمیں بچاییئے:

فریاد ہے اے کشتی امت کے نگہباں
بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے

ہمارا اسلام کتنا پیارا مذہب ہے کہ جہاں زندگی کے ہر پہلو میں ہماری رہنمائی کرتا اور پیدائش سے لے کر موت بلکہ اس سے بھی آگے تک کا مکمل ضابطۂ حیات عطا کرتا ہے وہیں حکمت کے متعلق بھی ہماری رہنمائی کرتا ہے کہ حکمت کیا ہے؟ حکمت دینے والا کون ہے؟ صاحبِ حکمت حکمت کس کو عطا کرتا ہے؟ حکمت کہاں ملتی ہے؟ حکمت کیسے ملتی ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔

ان تمام وجوہات کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے اس کتاب کو تحریر کیا گیا ہے تاکہ مسلمانوں تک یہ پیغام پہونچایا جائے کہ جس چیز کے وارث ہم غیروں کو قرار دیتے ہیں وہ لوگ اس کے وارث نہیں بلکہ ہم اس کے حقیقی وارث ہیں۔ لہٰذا کتاب بنام اسلامی احکام کی حکمتیں حصہ اوّل عقائد کی حکمت پر، حصہ دوم پانچ نمازوں کی حکمت پر، حصہ سوم جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی حکمت پر، حصہ چہارم سرّی اور جہری نماز کی حکمت پر، حصہ پنجم وضو کی ترتیب وفرائضِ وضو کی حکمت پر مشتمل ہوگی۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اس کتاب کو اپنی بارگاہ میں

قبول فرمائے اور اس کے نفع کو عام فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالی علیہ و الہ و سلم۔

ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

حکمت کیا ہے؟

حکمت کیا ہے؟ اس کے متعلق مختلف اقوال ملتے ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں کہ ''حکمت'' عقل و فہم کو کہتے ہیں اور بعض نے کہا کہ ''حکمت'' معرفت اور اصابت فی الامور کا نام ہے۔اور بعض کے نزدیک حکمت ایک ایسی شے ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کے دل میں یہ رکھ دیتا ہے اس کا دل روشن ہو جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان کو نیند کی حالت میں اچانک حکمت عطا فرمادی تھی۔ بہر حال نبوت کی طرح حکمت بھی ایک وہبی چیز ہے، کوئی شخص اپنی جدو جہد اور کسب سے حکمت حاصل نہیں کر سکتا۔ جس طرح کہ بغیر خدا کے عطا کئے کوئی شخص اپنی کوششوں سے نبوت نہیں پا سکتا۔ یہ اور بات ہے کہ نبوت کا درجہ حکمت کے مرتبے سے بہت اعلیٰ اور بلند تر ہے۔

(تفسیر روح البیان، ج۷، ص ۷۴-۷۵، (ملخصاً)پ۲۱، لقمان:۱۱)

صاحبِ خزائن العرفان سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۱۲۹ کے تحت لکھتے ہیں: حکمت کے معنی میں بہت اقوال ہیں بعض کے نزدیک حکمت سے فقہ مراد ہے' قتادہ کا قول ہے کہ حکمت سنت کا نام ہے بعض کہتے ہیں کہ حکمت علم احکام کو کہتے ہیں خلاصہ یہ کہ حکمت علمِ اسرار ہے۔(کنز الایمان مع خزائن العرفان)

قرآنِ پاک میں حکمت کتنے معانی کے لئے آیا ہے؟

لفظِ حکمت قرآنِ پاک میں چند معانی کے لئے استعمال ہوا ہے:

(۱) پختہ علم کے معنی میں جیسے:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١٢٩﴾ (پ۔۱۔البقرۃ۔۱۲۹)

ترجمہ کنزالایمان: اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرمادے بیشک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔

(۲) حکمت کے معنی میں جیسے:

وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْإِنْجِيلَ ﴿٤٨﴾ (پ۔۳۔ال عمران۔۴۸)

ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ سکھائے گا کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل۔

(۳) پکی تدبیر کے معنی میں جیسے:

اُدْعُ إِلٰى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ۔ (پ۔۱۴۔النحل۔۱۲۵)

ترجمہ کنزالایمان: اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکّی تدبیر اور اچھی نصیحت سے۔

حکمت کون دیتا ہے اور کسے دیتا ہے؟

حکمت دینے والا اللہ رب العزت کی ذات ہے اور وہ جسے چاہتا ہے اسے عطا کرتا ہے جیسے کہ فرمانِ باری ہے:

يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُوا الْأَلْبَابِ ﴿٢٦٩﴾

ترجمہ کنزالایمان: اللہ حکمت دیتا ہے جسے چاہے اور جسے حکمت ملی اُسے بہت بھلائی ملی اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے۔ (پ۔۳۔البقرۃ۔۲۶۹)

اللہ تعالیٰ نے حکمت کس کس کو عطا فرمائی؟

جن جن حضرات کو حکمت عطا کرنے کا ذکر صراحۃً قرآنِ پاک میں کیا گیا ہے ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

(۱) حضرتِ داوٗد علیہ السلام کو:

وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ ۔ (پ۔۲۔البقرۃ۔۲۵۱)

ترجمہ کنزالایمان: اور قتل کیا داوٗد نے جالوت کو اور اللہ نے اسے سلطنت اور حکمت عطا فرمائی اور اسے جو چاہا سکھایا۔

تفسیر: اس آیت کی تفسیر میں صدر الافاضل مفتی نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی لکھتے ہیں:

حضرت داوٗد علیہ السلام کے والد ایشا طالوت کے لشکر میں تھے اور انکے ساتھ انکے تمام فرزند بھی حضرت داوٗد علیہ السلام ان سب میں چھوٹے تھے بیمار تھے رنگ زرد تھا بکریاں چراتے تھے جب جالوت نے بنی اسرائیل سے مقابلہ طلب کیا وہ اس کی قوت جسامت دیکھ کر گھبرائے کیونکہ وہ بڑا جابر قوی شہ زور عظیم الجثہ قد آور تھا طالوت نے اپنے لشکر میں اعلان کیا کہ جو شخص جالوت کو قتل کرے میں اپنی بیٹی اس کے نکاح میں دوں گا اور نصف ملک اس کو دوں گا مگر کسی نے اس کا جواب نہ دیا تو طالوت نے اپنے نبی حضرت شمویل علیہ السلام سے عرض کیا کہ بارگاہ الٰہی میں دعا کریں آپ نے دعا کی تو بتایا گیا کہ حضرت داوٗد علیہ السلام جالوت کو قتل کریں گے طالوت نے آپ سے عرض کیا کہ اگر آپ جالوت کو قتل کریں تو میں اپنی لڑکی آپ

کے نکاح میں دوں اور نصف ملک پیش کروں آپ نے قبول فرمایا اور جالوت کی طرف روانہ ہو گئے صف قتال قائم ہوئی اور حضرت داؤد علیہ السلام دست مبارک میں فلاخن لے کر مقابل ہوئے جالوت کے دل میں آپ کو دیکھ کر دہشت پیدا ہوئی مگر اس نے باتیں بہت متکبرانہ کیں اور آپ کو اپنی قوت سے مرعوب کرنا چاہا آپ نے فلاخن میں پتھر رکھ کر مارا وہ اس کی پیشانی توڑ کر پیچھے سے نکل گیا اور جالوت مر کر گر گیا حضرت داؤد علیہ السلام نے اس کو لا کر طالوت کے سامنے ڈال دیا تمام بنی اسرائیل خوش ہوئے اور طالوت نے حضرت داؤد علیہ السلام کو حسب وعدہ نصف ملک دیا اور اپنی بیٹی کا آپ کے ساتھ نکاح کر دیا ایک مدت کے بعد طالوت نے وفات پائی تمام ملک پر حضرت داؤد علیہ السلام کی سلطنت ہوئی (جمل وغیرہ)

اور حکمت عطا کرنے سے نبوت مراد ہے۔اور جو چاہا سکھایا سے مراد زرہ بنانا اور جانوروں کا کلام سمجھنا ہے جیسا کہ پارہ ۱۷ سورۂ انبیاء کی آیت نمبر ۷۹، ۸۰ میں اس کی تفصیل موجود ہے۔

(۲) آلِ ابراہیم علیہ السلام کو:

فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا.(پ۔۵۔النساء۔۵۴)

ترجمۂ کنزالایمان: تو ہم نے تو ابراہیم کی اولاد کو کتاب اور حکمت عطا فرمائی اور انہیں بڑا ملک دیا۔

(۳) حضرتِ لقمان کو:

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ۔(پ۔۲۱۔لقمٰن۔۱۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اور بیشک ہم نے لقمان کو حکمت عطا فرمائی کہ اللہ کا شکر کر۔

(۴)حضرت یحیٰ علیہ السلام کو:

یٰیَحْیٰی خُذِ الْکِتٰبَ بِقُوَّةٍ ؕ وَ اٰتَیْنٰهُ الْحُکْمَ صَبِیًّا ۙ﴿۱۲﴾ (پ۔۱۶۔مریم۔۱۲)

ترجمہ کنزالایمان: اے یحیٰی کتاب مضبوط تھام اور ہم نے اسے بچپن ہی میں نبوت دی۔

(۵)حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو:

اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِیْ عَلَیْكَ وَعَلٰی وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَیَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۟ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ ۚ۔

ترجمہ کنزالایمان: جب اللہ فرمائے گا اے مریم کے بیٹے عیسٰی یاد کر میرا احسان اپنے اوپر اور اپنی ماں پر جب میں نے پاک روح سے تیری مدد کی تو لوگوں سے باتیں کرتا پالنے میں اور پکّی عمر ہو کر اور جب میں نے تجھے سکھائی کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل۔(پ۔۷۔المائدۃ۔۱۱۰)

(۶)ہمارے آقا و مولیٰ محمدِ مصطفٰے صلی اللہ تعالی علیہ و الہ و سلم کو:

وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكَ عَظِیْمًا۔

ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔(پ۔۵۔النساء۔۱۱۳)

اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کو حکمت عطا فرمائی

مذکورہ آیات سے کہیں یہ وہم پیدا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے صرف ان ہی حضرات کو حکمت عطا فرمائی ہے بلکہ اللہ عزوجل نے تمام انبیائے کرام علیہم السلام کو حکمت عطا فرمائی ہے جیسے کہ فرمانِ خداوندی ہے:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗؕ۔ (پ۔۳۔اٰل عمران۔۸۱)

ترجمہ کنزالایمان: اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔

ہمارے نبی ﷺ حکمت کے معلّم بھی ہیں

اے عاشقانِ رسول ! لطف کی بات یہ کہ دیگر انبیائے کرام علیہم الصلوۃ و السلام کو حکمت عطا کرنے کا بیان رب تعالیٰ نے قرآنَ پاک میں تو فرمایا مگر ان میں سے کوئی حکمت سکھانے والا بھی ہے نہ بیان فرمایا جبکہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ میں نے ان کو حکمت دی بھی اور آگے دوسروں کو حکمت دینے والا، حکمت تقسیم فرمانے والا بھی بنایا ہے اور اس کا ذکر قرآن کے ایک یا دو مقام پر نہیں بلکہ تین مقام پر فرمایا ہے مثلاً:

(۱) كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۵۱﴾۔ (پ۔۲۔البقرۃ۔۱۵۱)

ترجمۂ کنزالایمان: جیسے کہ ہم نے تم میں بھیجا ایک رسول تم میں سے کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک کرتا اور کتاب اور پختہ علم سکھاتا ہے اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جس کا تمہیں علم نہ تھا۔

(۲) لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۶۴﴾ (پ۔۴۔اٰل عمران۔۱۶۴)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انھیں پاک کرتا ہے اور انھیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلے گمراہی میں تھے۔

(۳) هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۙ﴿۲﴾ (پ۔۲۸۔الجمعۃ۔۲)

ترجمۂ کنزالایمان: وہی ہے جس نے اَن پڑھوں میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب و حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں اور بیشک وہ اس سے پہلے ضرور کھلی گمراہی میں تھے۔

حکمت کہاں ملتی ہے؟

سرکارمدینہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کافرمان عالیشان ہے: ''جب تم کسی دنیا سے بے رغبت شخص کو دیکھواور اُسے کم گو پاؤتواس کے پاس ضرور بیٹھو کیونکہ اس پر حکمت کا نزول ہوتا ہے۔'' (سنن ابن ماجه،کتاب الزهد ،باب الزهد فی الدنیا،الحدیث ۴۱۰۱،ج۴،ص۴۲۲)

حکمت کیسے ملتی ہے؟

حضرت سَیّدُنا شبلی رضي الله تعالي عنه نے فرمایا،"میں جس دن اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں ،اسی دن حکمت وعبرت کا ایسادروازہ دیکھتاہوں جوپہلے کبھی نہیں دیکھا۔"

(احیاء العلوم ، کتاب الخوف والرجاء ج ۴، ص ۱۹۸)

حکمت کم بولنے سے ملتی ہے

حضرتِ سیّدُنا ابُو سَلَمہ صَنْعانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی بیان کرتے ہیں کہ حضرتِ سیّدُنا کعب الاحبار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار فرماتے ہیں: کم بولنا حکمت ہے،خاموشی اختیار کرو کیونکہ یہ اچھی خصلت ہے اوراس سے بوجھ اور گناہ کم ہوتے ہیں، بُردباری کے دروازے کو سنواراوراس کا دروازہ خاموشی اور صبر ہے۔اللہ عَزَّ وَجَلَّ زیادہ ہنسنے والے اور چغلخور کو پسند نہیں فرماتا اوروہ اس حکمران کو پسند کرتا ہے جو چرواہے کی طرح ہو(یعنی رعایا کا محافظ ہو)اور اپنی رعایا سے غافل نہ ہو۔جان لو کہ حکمت مومن کا گمشدہ خزانہ ہے لہٰذا علم حاصل کرو اس سے پہلے کہ اسے اٹھالیا جائے اور اس کا اٹھ جانا یہ ہے کہ عُلَما دنیا سے رُخصت ہو جائیں گے۔

(حِلْیَۃُ الْاَوْلِیَاء وَطَبَقَاتُ الْاَصْفِیَاء (جلد:۵) ص ۴۹۱)

الٰہی! اپنی رحمت سے تو حکمت کا خزینہ دے
ہمیں عقلِ سلیم مولیٰ! پئے شاہِ مدینہ دے

(وسائلِ بخشش)

پر حکمت گفتگو

بعض حکماء کہتے ہیں:" فضول کلام چھوڑ دینا گفتگو میں حکمت پیدا کرتا ہے، پریشان نظری چھوڑ دینا خشوع اور خشیت (یعنی عاجزی اور خوف) پیدا کرتا ہے، فضول شئے کھانے سے اجتناب کرنا عبادت میں مٹھاس پیدا کرتا ہے، زیادہ ہنسنے کو چھوڑنا رعب پیدا کرتا ہے اور حرام میں رغبت نہ کرنا محبت پیدا کرتا ہے، لوگوں کے عیوب کی جستجو چھوڑنا عیوب کی اصلاح کا سبب ہے اور اللہ عزوجل کے معاملہ میں وہم کو چھوڑ دینا شک، شرک اور نفاق کو ختم کر دیتا ہے۔

(آنسوؤں کا دریا ص ۲۴۰-۲۴۱)

حکمت کیسے ملتی ہے؟ کے متعلق چند احادیث

الحمد للہ عزوجل اللہ رب العزت کی عطا سے ہمارے پیارے آقا مکی مدنی مصطفے صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حکمت و دانائی فہم و فراست کے معلم ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی امت کو ان تمام چیزوں کی تعلیم فرمائی اور اپنی امت کو اپنے فرامین کے ذریعے بتایا کہ حکمت کن کن چیزوں سے حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ اس ضمن میں چند احادیثِ مبارکہ ملاحظہ فرمایئے۔

☆.........نبی اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: راس الحکمۃ مخافۃ اللہ یعنی حکمت کا سرچشمہ اللہ کا خوف ہے۔

(کنز العمال: رقم ۵۸۷۳) (خوفِ خدا ص ۱۲)

حلال کھانے سے حکمت ملتی ہے

☆.........رسولِ اَکرم، نبیٔ محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ جنت نشان ہے: "جس نے چالیس دن تک حلال کھایا اللہ عزوجل اس کے دل کو منور فرمادے گا اور اس کی زبان پر حکمت کے چشمے جاری فرمادے گا اور دنیا وآخرت میں اس کی رہنمائی فرمائے گا۔"

(اتحاف السادۃ المتقین، کتاب الحلال والحرام، باب فی فضیلۃ الحلال...الخ، ج ۶، ص ۴۵۰)

مخلص کو حکمت ملتی ہے

☆.........مَحبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: "جو چالیس دن اللہ عزوجل کے لئے مخلص ہو جائے تو اس کے دل سے حکمت کے چشمے اس کی زبان پر جاری ہو جاتے ہیں۔

(حلیۃ الاولیاء، الحدیث: ۶۸۷۹، ج ۵، ص ۲۱۵، بدون "من قلبہ)

بردبار صاحبِ حکمت ہوتا ہے

☆.........شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: "دو باتیں بہت عجیب ہیں (۱) بے وقوف آدمی سے حکمت کی

بات اور (۲) بردبار شخص سے بے وقوفی کی بات، لہٰذا اس بات سے درگزر کرلیا کرو کیونکہ بردبار شخص صاحبِ فراست اور حکمت والا تجربہ کار ہوتا ہے۔"

(کنز العمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، الحدیث:۵۸۳۷، ج۳، ص۵۷)

☆......... حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:"باوقار شخص بردبار، عالِم صاحبِ فراست اور صاحبِ حکمت تجربہ کار ہوتا ہے۔"(المرجع السابق، الحدیث:۵۸۳۸، ایضاً)

☆......... نبیٔ کریم، رء وف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:"جب کسی مؤمن کو پُروقار انداز میں خاموشی کا پیکر پاؤ تو اس کی قربت حاصل کیا کرو کیونکہ وہ (جب بھی بولے گا تو) صرف حکمت آموز باتیں ہی کہے گا۔

(احیاء علوم الدین، کتاب ریاضۃ النفس وتہذیب الاَخلاق، بیان علامات حسن الخلق، ج۳، ص۸۵، یلقی بدلہ "یلقن")

عقیدہ کسے کہتے ہیں؟

عقیدہ کے لغوی معنی دل میں جمایا ہوا یقین، ایمان اوراعتقاد کے ہیں۔ عقیدہ کی جمع "عقائد" ہے۔ مومن ہونے کیلئے جن باتوں کی دل سے تصدیق اورزبان سے اقرار ضروری ہے ان کو اسلامی عقائد کہا جاتا ہے۔ عقائد کی اصلاح ودرستگی کے بغیر اچھے سے اچھا عمل بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول نہیں۔ ارشاد خدا عزوجل ہے:

مَثَلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ﰳاشْتَدَّتْ بِهِ الرِّیْحُ فِیْ یَوْمٍ عَاصِفٍؕ لَا یَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَیْءٍؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِیْدُ (۱۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اپنے رب سے منکروں کا حال ایسا ہے کہ ان کے کام ہیں جیسے راکھ کہ اس پر ہوا کا سخت جھونکا آیا آندھی کے دن میں ساری کمائی میں سے کچھ ہاتھ نہ لگا۔ یہی ہے دور کی گمراہی۔ (ابراہیم/۱۸)

لہٰذا ثابت ہوا کہ اگر کوئی انسان کثیر نیک اعمال کا ذخیرہ جمع کرلے لیکن اس کے عقائد میں فساد ہو تو یہ ذخیرہ راکھ کا ڈھیر ثابت ہوں گے ۔ اسی حقیقت کو سامنے رکھتے ہوئے علماء اہلسنت نے عقائد کے موضوع پر بہت کچھ لکھا۔

ایمان کی تعریف

ایمان لُغَت میں تصدیق کرنے (یعنی سچا ماننے) کو کہتے ہیں۔ (تفسیر قُرطُبی ج۱ ص۱٤۷)

ایمان کا دوسرا لُغوی معنٰی ہے: اَمن دینا۔ چُونکہ مومِن اچّھے عقیدے اِختیار کرکے اپنے آپ کو دائمی یعنی ہمیشہ والے عذاب سے اَمن دے دیتا ہے اس لئے اچّھے عقیدوں کے اختیار کرنے کو ایمان کہتے ہیں۔ (تفسیرِ نعیمی ج۱ ص۸) اور اِصطِلاحِ شَرع میں ایمان کے معنٰی ہیں: "سچّے دل سے اُن سب باتوں کی تصدیق کرے جو ضَروریاتِ دین سے ہیں۔" (ماخوذ از بہارِ شریعت حصّہ۱ ص۹۲) اور اعلٰی حضرت امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فرماتے ہیں: محمّدٌ رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو ہر بات میں سچا جانے، حضور کی حَقّانیَّت کو صِدقِ دل سے ماننا ایمان ہے جو اس کا مُقِرّ (یعنی اقرار کرنے والا) ہو اسے مسلمان جانیں گے جبکہ اس کے کسی قول یا فعل یا حال میں اللہ ورسول (عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کا انکار یا تکذِیب (یعنی جُھٹلانا) یا توہین نہ پائی جائے۔ (فتاوٰی رضویہ ج ۲۹ ص ۲٥٤)

کُفر کی تعریف

کُفر کالُغوی معنٰی ہے:"کسی شے کو چُھپانا۔" (اَلمُفْرَدات ص ۷۱٤) اور اِصطِلاح میں کسی ایک ضَرورتِ دینی کے انکار کو بھی کُفر کہتے ہیں اگرچِہ باقی تمام ضَروریاتِ دین کی تصدیق کرتا ہو۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت حصّہ۱ ص۹۲) جیسے کوئی شخص اگر تمام ضَروریاتِ دین کو تسلیم کرتا ہو مگر نَماز کی فرضیّت یا ختمِ نبوّت کا منکِر ہو وہ کافِر ہے۔ کہ نَماز کو فرض ماننا اور سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو آخِری نبی ماننا دونوں باتیں ضَروریاتِ دین میں سے ہیں۔

(کفریہ کلمات کے بارے میں سوال و جواب ص۴۰)

ضَروریاتِ دین کی تعریف

ضَروریاتِ دین کے متعلق میرے شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرتِ علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ اپنی مایہ ناز تصنیف کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب کے صفحہ نمبر ۴۱ میں لکھتے ہیں:

ضَروریاتِ دین، اسلام کے وہ اَحکام ہیں، جن کو ہر خاص و عام جانتے ہوں، جیسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی وَحدانِیّت (یعنی اس کا ایک ہونا)، انبِیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی نُبُوَّت، نَماز، روزے، حج، جنّت، دوزخ، قِیامت میں اُٹھایا جانا، حساب و کتاب لینا وغیرھا۔ مَثَلاً یہ عقیدہ رکھنا (بھی ضروریاتِ دین میں سے ہے) کہ حُضُور رحمۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم "خاتَمُ النَّبِیّین "ہیں حُضُورِ اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا۔ عوام سے مُراد وہ مُسلمان ہیں جو عُلَماء کے طبقہ میں شُمار نہ کئے جاتے ہوں مگر عُلَماء کی صُحبت میں بیٹھنے والے

ہوں اور عِلمی مسائل کا ذَوق رکھتے ہوں۔ وہ لوگ مُراد نہیں جو دُور دراز جنگلوں پہاڑوں میں رہنے والے ہوں جنہیں صحیح کَلِمہ پڑھنا بھی نہ آتا ہو کہ ایسے لوگوں کا ضَروریاتِ دین سے ناواقِف ہونا اِس دینی ضَروری کو غیر ضَروری نہ کر دے گا۔ البتّہ ایسے لوگوں کے مسلمان ہونے کے لئے یہ بات ضَروری ہے کہ ضَروریاتِ دین کے مُنکِر (یعنی انکار کرنے والے) نہ ہوں اور یہ عقیدہ رکھتے ہوں کہ اسلام میں جو کچھ ہے حق ہے۔ ان سب پر اِجمالاً ایمان لائے ہوں۔

(بہارِ شریعت حصّہ ۱ ص۹۲ مُلَخَّصاً)

ضَروریاتِ دین کی مزید وضاحت کے لئے نُزہَۃُالقاری شرحِ صحیح البخاری جلد اوّل صَفْحَہ ۲۳۹ سے اِقتِباس مُلاحَظہ ہو، چُنانچِہ شارِحِ بخاری حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ایمان کی تعریف میں ضَروریاتِ دین کا (جو) لفظ آیا ہے، اس سے مُراد وہ دینی باتیں ہیں جن کا دین سے ہونا ایسی قَطعی یقینی دلیل سے ثابِت ہو جس میں ذرّہ برابر شُبہ نہ ہو اور ان کا دینی بات ہونا ہر عام و خاص کو معلوم ہو۔ خواص سے مُراد عُلماء ہیں اور عوام سے مُراد وہ لوگ ہیں جو عالم نہیں مگر عُلماء کی صُحبت میں رہتے ہوں۔ اِس بِنا پر وہ دینی باتیں جن کا دینی بات ہونا سب کو معلوم ہے مگر ان کا ثُبُوت قَطعی نہیں تو وہ ضروریاتِ دین سے نہیں مَثَلًا عذابِ قبر، اعمال کا وَزن۔ یونہی وہ باتیں جن کا ثُبُوت قَطعی ہے مگر ان کا دین سے ہونا عوام و خواص سب کو معلوم نہیں تو وہ بھی ضَروریاتِ دین سے نہیں، جیسے صُلبی بیٹی کے ساتھ اگر پوتی ہو تو پوتی کو چھٹا حصّہ ملے گا۔

جن دینی باتوں کا ثُبُوت قَطعی ہو اور وہ ضَروریاتِ دین سے نہ ہوں ان کا مُنکِر (یعنی انکار کرنے والا) اگر اس کے ثُبُوت کے قَطعی ہونے کو جانتا ہو تو کافِر ہے اور اگر نہ جانتا ہو تو اسے بتایا جائے، بتانے پر اگر حق مانے تو مسلمان اور بتانے کے بعد بھی اگر انکار کرے تو کافر۔

(شامی ج ۳ ص ۳۰۹)

وہ باتیں جن کا دین سے ہونا سب کو معلوم ہے مگر ان کا ثُبوت قَطعی نہیں ان کا مُنکِر کافر نہیں اگر یہ باتیں ضَروریاتِ مذہبِ اہلسنّت سے ہوں تو (انکار کرنے والا) گمراہ اور اگر اس سے بھی نہ ہو تو خاطی (یعنی خطار کار)۔

عقائد کی حکمتیں

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَ شَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ ط

ترجمہ: میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر اور اس پر کہ اچھی اور بری تقدیر اللہ کی طرف سے ہے اور موت کے بعد اٹھائے جانے پر۔

ایمانِ مفصل میں بیان کی گئیں چیزوں کی حکمت پر مشتمل کتاب بنام عقائد کی حکمتیں ترتیب دی گئی ہے۔

اللہ پاک موجود ہے

اے عاشقانِ رسول! اللہ پاک کے موجود ہونے کا بیان تمام آسمانی کتابوں میں ہے۔ نیز ربِ کائنات نے عالم کے ذرے ذرے میں اس کے دلائل قائم فرمادیئے۔ تمام چیزیں کتابوں سے پڑھی جاتی ہیں مگر توحید وہ مضمون ہے جس کے لئے کسی خاص کتاب کی ضرورت نہیں بلکہ عالم کا ہر ذرہ اس مضمون کی خود ایک پر دلیل کتاب ہے جیسے پتھر، ڈھیلے، نباتات، درخت، حیوان، آسمان، زمین، ستارے، خشکی، سمندر، آگ، ہوا، جوہر اور عرض وغیرہ کہ ان سے پہلے

خود ہمارے نُفوس، اجسام، اوصاف، احوال، دلوں کا بدلنا اور ہماری حرکات و سکنات کی تمام حالتیں وجودِ باری تعالٰی پر گواہ ہیں۔

موجودات میں سب سے ظاہر تر اور روشن ذاتِ باری تعالٰی ہے اور یہ اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ تمام معرفتوں سے پہلے اس ذات کی معرفت ذہنوں میں ہو اور یہی سب سے زیادہ عقلوں پر آسان ہو لیکن مُعاملہ اس کے بر عکس نظر آتا ہے۔ لہٰذا اس کا سبب بیان کرنا ضروری ہے اور ہم نے یہ جو کہا کہ "اللہ عَزَّوَجَلَّ تمام موجودات سے زیادہ ظاہر اور روشن ہے۔" اس کی ایک وجہ ہے جسے ایک مثال سے ہی سمجھا جا سکتا ہے اور مثال یہ ہے کہ جب ہم کسی انسان کو لکھتے ہوئے یا کپڑے سیتے ہوئے دیکھتے ہیں تو ہمارے نزدیک اس کا زندہ ہونا تمام موجودات میں سے ظاہر تر ہوتا ہے۔ پس ہمارے نزدیک اس کی حیات، علم، قدرت اور کپڑے سینے کا ارادہ اس کی تمام ظاہری اور باطنی صفات سے زیادہ روشن ہوتے ہیں کیونکہ اس کی باطنی صفات مثلاً اس کی شہوت، غصہ، اخلاق، صحت اور مرض وغیرہ ہیں اور ان کو ہم نہیں جانتے اور ظاہری صفات میں سے بعض کو تو جانتے ہیں اور بعض میں ہم کو شک ہوتا ہے جیسے اس کی لمبائی کی مقدار اور جلد کی رنگت مختلف ہونا وغیرہ دیگر صفات لیکن جہاں تک اس کی حیات، قدرت، ارادہ، علم اور اس کے حیوان ہونے کا تعلق ہے تو یہ ہمارے نزدیک واضح ہے حالانکہ ان صفات کے ساتھ حِسِّ بصر (دیکھنے کی قوت) کا بھی تعلق نہیں کیونکہ یہ صفات حواسِ خمسہ کے ساتھ محسوس نہیں کی جاتیں۔ پھر یہ کہ اس کی حیات، قدرت اور ارادے کو اس کی سلائی اور حرکت کے ذریعے ہی جانا جا سکتا ہے تو اگر ہم اس شخص کے سوا عالَم میں موجود تمام اشیاء کی طرف دیکھیں تو ان کی وجہ سے

ہم اس شخص کی صفت نہ پہچان سکیں پس اس کے وُجود پر صرف ایک دلیل ہے، اس کے باوجود وہ واضح اور جلی ہے جبکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے وُجود، اس کی قدرت، اس کے علم اور اس کی تمام صفات پر وہ تمام چیزیں گواہی دیتی ہیں جن کا ہم مشاہدہ کرتے ہیں اور ظاہری و باطنی حواس سے جن کا ہم ادراک کرتے ہیں۔

وجود باری تعالٰی پر قرآنی دلائل

اپنے ہونے کی گواہی خود اللہ عزوجل نے، فرشتوں اور علم والوں نے دی ہے چنانچہ

پارہ ۳ سورۂ آل عمران کی آیت نمبر ۱۸ میں ارشاد ہوتا ہے:

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓىٕكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآىٕمًۢا بِالْقِسْطِؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُؕ(۱۸)

ترجمہ کنزالایمان: اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتوں نے اور عالموں نے انصاف سے قائم ہو کر اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں عزت والا حکمت والا۔

اور اللہ تعالی نے رسولوں کے قول کی حکایت فرمائی:

قَالَتْ رُسُلُهُمْ أَفِي اللهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ-(سورہ ابراہیم آیت ۱۰)

ترجمہ کنزالایمان: ان کے رسولوں نے کہا کیا اللہ میں شک ہے آسمان اور زمین کا بنانے والا۔

مزید ارشاد فرمایا:

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ۙ(۶) وَّ الْجِبَالَ اَوْتَادًا ۙ(۷) وَّ خَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ۙ(۸) وَّ جَعَلْنَا نَوْمَكُمْ

سُبَاتًا ۙ﴿۹﴾ وَّ جَعَلْنَا الَّیْلَ لِبَاسًا ۙ﴿۱۰﴾ وَّ جَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۪﴿۱۱﴾ وَّ بَنَیْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ۙ﴿۱۲﴾ وَّ جَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ۪﴿۱۳﴾ وَّ اَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ۙ﴿۱۴﴾ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّ نَبَاتًا ۙ﴿۱۵﴾ وَّ جَنّٰتٍ اَلْفَافًا ؕ﴿۱۶﴾

ترجمہ کنزالایمان: کیا ہم نے زمین کو بچھونا نہ کیا اور پہاڑوں کو میخیں اور تمہیں جوڑے بنایا اور تمہاری نیند کو آرام کیا اور رات کو پردہ پوش کیا اور دن کو روزگار کے لئے بنایا اور تمہارے اوپر سات مضبوط چنائیاں چنیں (تعمیر کیں) اور ان میں ایک نہایت چمکتا چراغ رکھا اور بھری بدلیوں سے زور کا پانی اُتارا کہ اس سے پیدا فرمائیں اناج اور سبزہ اور گھنے باغ۔ (پ۳۰، النبا: ۶تا۱۶)

مزید ارشاد فرمایا:

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ وَ الْفُلْكِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَ بَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّ تَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَ السَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ﴿۱۶۴﴾

(پ۲، البقرۃ: ۱۶۴)

ترجمہ کنزالایمان: بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات و دن کا بدلتے آنا اور کشتی کہ دریا میں لوگوں کے فائدے لے کر چلتی ہے اور وہ جو اللہ نے آسمان سے پانی اُتار کر مردہ زمین کو اس سے جِلا دیا اور زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلائے اور ہواؤں کی گردش اور وہ بادل کہ آسمان و زمین کے بیچ میں حکم کا باندھا ہے ان سب میں عقلمندوں کے لئے ضرور نشانیاں ہیں۔

مزید ارشاد فرمایا:

اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۙ﴿۱۵﴾ وَّ جَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّ جَعَلَ الشَّمْسَ
سِرَاجًا ﴿۱۶﴾ وَ اللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ۙ﴿۱۷﴾ ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَ يُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ﴿۱۸﴾

ترجمۂ کنز الایمان: کیا تم نہیں دیکھتے اللہ نے کیونکر سات آسمان بنائے ایک پر ایک اور ان میں چاند کو روشنی کیا اور سورج کو چراغ اور اللہ نے تمہیں سبزے کی طرح زمین سے اگایا۔ پھر تمہیں اسی میں لے جائے گا اور دوبارہ نکالے گا۔ (پ۲۹، نوح: ۱۵تا۱۸)

مزید ارشاد فرمایا:

اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ؕ﴿۵۸﴾ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿۵۹﴾ نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَ مَا
نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ۙ﴿۶۰﴾ عَلٰۤى اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَ نُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَ لَقَدْ عَلِمْتُمُ
النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْ لَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۶۲﴾ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ؕ﴿۶۳﴾ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ
﴿۶۴﴾ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ﴿۶۵﴾ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ۙ﴿۶۶﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۶۷﴾
اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ؕ﴿۶۸﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ﴿۶۹﴾ لَوْ نَشَآءُ
جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْ لَا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ تُوْرُوْنَ ؕ﴿۷۱﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَاۤ اَمْ
نَحْنُ الْمُنْشِئُوْنَ ﴿۷۲﴾ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّ مَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ۚ﴿۷۳﴾

ترجمۂ کنز الایمان: تو بھلا دیکھو تو وہ منی جو گراتے ہو۔ کیا تم اس کا آدمی بناتے ہو یا ہم بنانے والے ہیں۔ ہم نے تم میں مرنا ٹھہرایا، اور ہم اس سے ہارے نہیں۔ کہ تم جیسے اور بدل دیں اور تمہاری صورتیں وہ کر دیں جس کی تمہیں خبر نہیں اور بے شک تم جان چکے ہو پہلی اٹھان پھر کیوں نہیں سوچتے۔ تو بھلا بتاؤ تو جو بوتے ہو۔ کیا تم اس کی کھیتی بناتے ہو یا ہم بنانے والے ہیں۔ ہم چاہیں

تو اسے روندن کر دیں پھر تم باتیں بناتے رہ جاؤ کہ ہم پر چٹّی (تاوان) پڑی۔ بلکہ ہم بے نصیب رہے۔ تو بھلا بتاؤ تو وہ پانی جو پیتے ہو۔ کیا تم نے اسے بادل سے اُتارا یا ہم ہیں اتارنے والے۔ ہم چاہیں تو اسے کھاری کر دیں پھر کیوں نہیں شکر کرتے۔ تو بھلا بتاؤ تو وہ آگ جو تم روشن کرتے ہو۔ کیا تم نے اس کا پیڑ پیدا کیا یا ہم ہیں پیدا کرنے والے۔ ہم نے اسے جہنّم کی یادگار بنایا اور جنگل میں مسافروں کا فائدہ۔ (پ۲۷، الواقعۃ: ۵۸تا۷۳)

ذرا سی عقل رکھنے والا شخص بھی اگر ان آیات کے مضامین میں تھوڑا سا غور کرے اور زمین و آسمان کی رنگارنگ مخلوق اور حیوانات و نباتات کی انوکھی پیدائش کی طرف نظر کرے، تو یہ بات اس پر مخفی نہ رہے گی کہ اس تعجب خیز معاملہ اور مضبوط ترکیب کا ضرور کوئی بنانے والا ہے جو انہیں منظم رکھتا ہے اور لازماً کوئی ایسا ہے جو انہیں مضبوط کرتا اور ان کا مقدر بناتا ہے۔ بلکہ عین ممکن ہے کہ مخلوق کی اصل و پیدائش اس بات کی گواہی دے کہ یہ تمام اشیاء اس ذات کے تابع رہنے پر مجبور اور اس کی مشیت کے مطابق بدلتی ہیں۔

وجود باری تعالیٰ پر عقلی دلائل

انسانی فطرت اور قرآنی دلائل بیان کرنے کے بعد مزید دلائل کی ضرورت تو باقی نہیں رہتی مگر اپنے موقف کو مزید مدلّل کرنے اور مناظر علما کی پیروی کرنے کی کوشش میں کچھ عقلی دلائل پیش کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ، یہ بات عقلاً بالکل ظاہر و باہر ہے کہ کوئی بھی حادث چیز پیدا ہونے کے لئے کسی پیدا کرنے والے سبب سے بے نیاز نہیں اور عالم حادث ہے تو لازماً یہ بھی اپنے وجود کے لئے کسی سبب کا محتاج ہے۔ لہٰذا ہمارا قول کہ **”حادث اپنی پیدائش کے لئے کسی**

سبب سے بے نیاز نہیں" واضح ہے۔ کیونکہ ہر حادث کے لئے ایک خاص وقت ہے اور عقل اس بات کو ممکن جانتی ہے کہ حادث شے اپنے مخصوص وقت سے پہلے یا بعد میں ظہور پذیر ہو تو اس کا ایک معین وقت میں ہونا اس سے پہلے یا بعد میں نہ ہونا وقت کی تخصیص کرنے والے کے وجود کا تقاضا کرتا ہے اور ہمارے قول **"عالم حادث ہے"** کی دلیل یہ ہے کہ اجسام حرکت وسکون کی حالت سے باہر نہیں ہوسکتے اور یہ دونوں حالتیں حادث ہیں اور جس چیز کو حوادث لاحق ہوتے ہیں وہ بھی حادث ہوتی ہے۔

امامِ اعظم اور دہریہ کا مناظرہ

جس طرح ہر چیز کا بنانے والا ہوتا ہے کہ دنیا کی کوئی چیز ایسی نہیں کہ وہ چیز ہو اور اس کا بنانے والا نہ ہو، پس اسی قاعدہ کے تحت اس دینا کے بنانے والے کا ہونا ضروری ہے ورنہ یہ دنیا نہ ہوتی۔ جیسے کہ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کا اایک دہریہ (یعنی اللہ کی ہستی کے منکر) کے ساتھ مناظرہ ہوا اور موضوعِ مناظرہ یہی مسئلہ تھا کہ عالَم کا کوئی خالق ہے یا نہیں؟

چنانچہ میدانِ مناظرہ میں لوگ جمع ہوگئے مگر امامِ اعظم رضی اللہ عنہ وقتِ مقررہ سے بہت دیر کے بعد تشریف لائے، دہریہ نے پوچھا کہ آپ نے اتنی دیر کیوں لگائی؟ تو آپ نے فرمایا اگر میں اس کا جواب یہ دوں کہ میں ایک جنگل کی طرف نکل گیا تھا وہاں مجھے ایک عجیب واقعہ نظر آیا جس کو دیکھ کر میں حیرت میں آکر وہیں ٹھہر گیا، اور وہ واقعہ یہ تھا کہ دریا کے کنارے ایک درخت تھا دیکھتے ہی دیکھتے وہ درخت خود بخود کٹ کر زمین پر گرپڑا پھر خود اس کے تختے تیار ہوئے پھر ان تختوں کی خود بخود کشتی تیار ہوئی اور خود بخود ہی دریا میں چلی گئی اور پھر خود

بخود ہی وہ دریا کے اِس طرف کے مسافروں کو اُس طرف اور اُس طرف کے مسافروں کو اِس طرف لانے اور لے جانے لگی، پھر ہر ایک سواری سے خود ہی کرایہ بھی وصول کرتی تھی۔

بتاؤ تم میری اس بات پر یقین کرو گے؟ دہریہ نے یہ سن کر ایک قہقہہ لگایا اور کہنے لگا ، آپ جیسا بزرگ اور امام جھوٹ بولے تو بڑا تعجب ہے! بھلا یہ کام کہیں خود بخود ہو سکتے ہیں ؟ جب تک کوئی کرنے والا نہ ہو کسی طرح نہیں ہو سکتے۔ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ تو کچھ بھی کام نہیں ہے، تمہارے نزدیک تو اس سے بھی زیادہ بڑے بڑے عالیشان کام خود بخود بغیر کسی کرنے والے کے تیار ہوتے ہیں، یہ زمین، یہ آسمان، یہ چاند، یہ سورج، یہ ستارے، یہ باغات، یہ صدہا قسم کے رنگین پھول اور شیریں پھل، یہ پہاڑ، یہ چوپائے، یہ انسان اور یہ ساری خدائی بغیر بنانے والے کے تیار ہو گئی ہے۔

اگر ایک کشتی کا بغیر کسی بنانے والے کے خود بخود بن جانا جھوٹ ہے تو سارے جہان کا بغیر بنانے والے کے بن جانا اس سے بھی زیادہ جھوٹ ہے۔ دہریہ آپ کی تقریر سن کر دم بخود حیرت میں آ گیا اور فوراً اپنے عقیدے سے تائب ہو کر مسلمان ہو گیا۔

(تفسیرِ کبیر جلد۔۱۔ص۲۲۱) (وشرح الفقه الأكبر للقاري ص١٤)

(اصول الدين عند ابي حنيفة جز ١ ص ٢٢٢) (شرح العقيدة الطحاوية ص٢٥، ٢٦)

دنیا کو بنانے والا ایک کیسے ہے؟

اب رہی یہ بات کہ اس دنیا کو بنانے والا ایک ہے یا دو یا اس سے زائد، جیسے کہ آجکل بھولے بھالے مسلمانوں میں اس طرح کے سوالات چھیڑ کر گمراہ کرنے کی ناپاک کوشش کی جا رہی ہے لہذا اس کی دلیل پیشِ خدمت ہے۔

اپنے ایک ہونے کی گواہی اپنے مصطفےٰ صلی اللہ تعالی علیہ و الہ و سلم سے دلوائی ہے چنانچہ پارہ ۳۰ سورہ اخلاص میں ارشاد ہوتا ہے:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ (پ ۳۰ الاخلاص ۱)

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے۔

خدائی میں اللہ کا کوئی شریک نہیں

اللہ تعالی کی خدائی میں، اللہ تعالی کی ذات میں، اللہ تعالی کی خوبیوں میں، اللہ تعالی کے کام میں، اللہ تعالی کے حکم فرمانے میں، اللہ تعالی کے ناموں میں کوئی بھی اللہ تعالی کا شریک (ساجھی) نہیں جیسے کہ پارہ ۲ سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۱۶۳ میں ہے:

وَاِلٰـهُكُمْ اِلٰـهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ۔ (پارہ ۲ سورہ بقرہ ۱۶۳)

ترجمہ کنزالایمان: اور تمہارا معبود ایک معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی بڑی رحمت والا مہربان۔

اور پارہ ۸ سورہ انعام کی آیت نمبر ۱۶۳ ارشادِ خداوندی ہے:

لَا شَرِيْكَ لَهٗ۔ **ترجمہ کنزالایمان:** اس کا کوئی شریک نہیں۔

اور پارہ ۱۵ سورہ کہف کی آیت نمبر ۲۶ میں فرمایا گیا:

وَلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖۤ اَحَدًا۔ **ترجمہ کنزالایمان:** اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔

خدا کے ایک ہونے پر عقلی دلیل

اس دنیا کو بنانے میں اور اس کی تدبیر کے لئے ایک خدا کافی ہوگا یا ایک خدا کافی نہ ہوگا بلکہ ایک سے زائد کی ضرورت ہوگی، پس اگر ایک اکیلا خدا اس دنیا کو بنانے اور اس کی تدبیر کے لئے کافی ہے تو دوسرے خدا کو ماننا عبث و بیکار ہے، اور اگر ان میں سے ایک اکیلا اس دنیا کو بنانے اور اس کی تدبیر کے لئے کافی نہیں بلکہ دوسرے کی ضرورت ہے تو پھر وہ ناقص ہے اور جو ناقص ہو وہ خدا نہیں ہو سکتا۔

اور اگر فرض کیا جائے کہ ایک خدا اس دنیا کو بنانے اور اس کی تدبیر کے لئے کافی نہیں ہے اور اس کو کسی دوسرے کی بھی ضرورت ہے تو کیا ضروری ہے کہ دو مل کر کافی ہو جائیں بلکہ ان کو تیسرے کی بھی ضرورت پڑ سکتی ہے، چوتھے کی بھی ضرورت پڑ سکتی ہے اور یہ ضرورت کسی ایک عدد پر موقوف نہیں ہوگی بلکہ اس طرح غیر متناہی خداؤں کی ضرورت ہوگی جو کہ درست نہیں کہ ماننے گئے تھے دو خدا ماننا پڑا اربوں خداؤں کو۔

اللہ کا ہونا کیوں ضروری ہے؟

اللہ تعالی کا ہونا ضروری ہے ورنہ عالم میں فساد برپا ہو جائے گا جیسے کہ اللہ الکریم نے قرآنِ عظیم میں کفار کے متعلق ارشاد فرماتا ہے:

اَمِ اتَّخَذُوْۤا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ یُنْشِرُوْنَ(۲۱) (پ ۱۷۔ الانبیاء ۲۱)

ترجمۂ کنزالایمان: کیا انہوں نے زمین میں سے کچھ ایسے خدا بنالئے ہیں کہ وہ کچھ پیدا کرتے ہیں۔

تفسیر: اس آیت کی تفسیر میں صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی خزائن العرفان میں لکھتے ہیں:

جواہرِ ارضیہ سے مثل سونے چاندی پتھر وغیرہ کے جو بت بنا رکھے ہیں کیا وہ کچھ پیدا کرتے ہیں؟ حالانکہ ایسا تو نہیں ہے اور نہ یہ ہو سکتا ہے کہ جو خود بے جان ہو وہ کسی کو جان دے سکے تو پھر اس کو معبود ٹھہرانا اور اِلٰہ قرار دینا کتنا کھلا باطل ہے، اِلٰہ وہی ہے جو ہر ممکن پر قادر ہو جو قادر نہیں وہ اِلٰہ کیسا۔

تو سنو!

لَوْ كَانَ فِیْهِمَاۤ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا یَصِفُوْنَ(۲۲) (پ ۱۷ الانبیاء ۲۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اگر آسمان و زمین میں اللہ کے سوا اور خدا ہوتے تو ضرور وہ تباہ ہو جاتے تو پاکی ہے اللہ عرش کے مالک کو ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں۔

تفسیر: اس آیت کی تفسیر میں صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی خزائن العرفان میں لکھتے ہیں:

اگر آسمان و زمین میں اللہ کے سوا اور خدا ہوتے تو ضرور وہ تباہ ہو جاتے کیونکہ اگر خدا سے وہ خدا مراد لئے جائیں جن کی خدائی کے بُت پرست معتقد ہیں تو فسادِ عالَم کا لزوم ظاہر ہے

کیونکہ وہ جمادات ہیں، تدبیرِ عالَم پر اصلاً قدرت نہیں رکھتے اور اگر تعمیم کی جائے تو بھی لزومِ فساد یقینی ہے کیونکہ اگر دو خدا فرض کئے جائیں تو دو حال سے خالی نہیں یا وہ دونوں متفق ہوں گے یا مختلف، اگر شے واحد پر متفق ہوئے تو لازم آئے گا کہ ایک چیز دونوں کی مقدور ہو اور دونوں کی قدرت سے واقع ہو یہ محال ہے اور اگر مختلف ہوئے تو ایک شے کے متعلق دونوں کے ارادے یا معاً واقع ہوں گے اور ایک ہی وقت میں وہ موجود و معدوم دونوں ہو جائے گی یا دونوں کے ارادے واقع نہ ہوں اور شے نہ موجود ہو نہ معدوم یا ایک کا ارادہ واقع ہو دوسرے کا واقع نہ ہو یہ تمام صورتیں محال ہیں تو ثابت ہوا کہ فساد ہر تقدیر پر لازم ہے۔ توحید کی یہ نہایت قوی بُرہان ہے اور اس کی تقریریں بہت بسط کے ساتھ ائمہ کلام کی کتابوں میں مذکور ہیں۔ یہاں اختصاراً اسی قدر پر اکتفا کیا گیا۔ (تفسیرِ کبیر وغیرہ)

عبادت کا مستحق صرف اللہ ہے

عبادت کا مستحق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے جیسے کہ پارہ ایک سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۲۱ میں ارشاد ہوا:

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ۔

ترجمہ کنز الایمان: اے لوگو اپنے رب کو پوجو جس نے تمہیں اور تم سے اگلوں کو پیدا کیا۔

اور پارہ ۱۲ سورہ یوسف کی آیت نمبر ۴۰ میں ارشاد ہوا:

اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ۔ **ترجمہ کنز الایمان:** اس نے فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو۔

اور پارہ ۲۰ سورۃ القصص کی آیت نمبر ۸۸ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔

ترجمۂ کنزالایمان: اور اللہ کے ساتھ دوسرے خدا کو نہ پوج اس کے سوا کوئی خدا نہیں۔

اور پارہ ۱۵ سورۃ بنی اسرآئیل آیت نمبر ۲۳ میں ارشاد ہوا:

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ۔

ترجمۂ کنزالایمان: اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پُوجو۔

اور پارہ ۷ سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۱۰۲ میں ارشاد ہوا:

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ وَّكِیْلٌ۔

ترجمۂ کنزالایمان: یہ ہے اللہ تمہارا رب اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں ہر چیز کا بنانے والا تو اسے پوجو اور وہ ہر چیز پر نگہبان ہے۔

عبادت کا مستحق صرف اللہ ہے کی حکمتیں

اللہ تعالی عبادت کا سب سے زیادہ مستحق نہیں بلکہ صرف اور صرف وہی عبادت کا مستحق ہے اس کے کوئی بھی عبادت کا مستحق نہیں، اور اس کی چند وجوہات و حکمت ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

پہلی حکمت: عبادت کا مستحق وہی ہو سکتا ہے جو عبادت کرنے والے کو نفع پہنچانے اور اس کا ضرر دور کرنے کی قدرت رکھتا ہو، مشرکین جن بتوں کو پوجتے ہیں ان کی بے قدرتی اس درجے کی ہے کہ وہ کسی چیز کے بنانے والے نہیں، کسی چیز کے بنانے والے تو کیا ہوتے خود اپنی ذات میں دوسرے سے بے نیاز نہیں۔ خود مخلوق ہیں اور بنانے والے کے محتاج

ہیں۔اس سے بڑھ کر بے اختیاری یہ ہے کہ وہ کسی کی مدد نہیں کر سکتے اور کسی کی کیا مدد کریں گے خود انہیں کوئی ضرر پہنچے تو اسے دور نہیں کر سکتے۔ کوئی انہیں توڑ دے، گرادے الغرض جو چاہے کرے وہ اس سے اپنی حفاظت نہیں کر سکتے لہٰذا ایسے مجبور و بے اختیار کو پوجنا انتہا درجے کا جہل ہے۔ اور اللہ عزوجل بیان کی ہوئی تمام اچھی صفات کا جامع اور بری صفات سے پاک ہے لہٰذا وہی عبادت کے لائق ہے۔(صراط الجنان جلد ۳ ص۴۹۶)

دوسری حکمت: برائی کا پہنچنا اور دور ہونا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، ایسے ہی بھلائی جیسے صحت و دولت وغیرہ کا پہنچنا بھی اسی خداوندِ کریم کی قدرت سے ہے کیونکہ وہ ہر شے پر قادر ہے، کوئی اس کی مَشِیَّت کے خلاف کچھ نہیں کر سکتا تو اس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق کیسے ہو سکتا ہے؟ کیونکہ معبود وہ ہے جو قدرتِ کاملہ رکھتا ہو اور کسی کا حاجت مند نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ ایسا کوئی نہیں ، لہٰذا صرف اسی کو رب مانو اسی کی عبادت کرو۔(صراط الجنان جلد ۳ ص۸۱۔۸۲)

تیسری حکمت: پارہ ۷ سورۃ الانعام میں فرمایا گیا:

قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَ اَبْصَارَكُمْ وَ خَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَیْرُ اللّٰهِ یَاْتِیْكُمْ بِهٖؕ اُنْظُرْ كَیْفَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ ثُمَّ هُمْ یَصْدِفُوْنَ(۴۶)

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو اگر اللہ تمہارے کان اور آنکھ لے لے اور تمہارے دلوں پر مُہر کر دے تو اللہ کے سوا کون خدا ہے کہ تمہیں یہ چیز لا دے دیکھو ہم کس کس رنگ سے آیتیں بیان کرتے ہیں پھر وہ منہ پھیر لیتے ہیں۔ (پ۷الانعام ۴۶)

اس آیتِ کریمہ میں توحیدِ باری تعالیٰ کی دلیل پیش کی جارہی ہے اور فرمایا جارہا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں لے لے اور تمہارے دلوں پر مہر لگادے اور علم و معرفت کا تمام نظام درہم برہم ہو جائے تو اللہ عزوجل کے سوا کون معبود ہے جو تمہیں یہ چیزیں لادے گا؟ اس کا جواب یہی ہے کہ کوئی نہیں، تو اب توحید پر قوی دلیل قائم ہو گئی کہ جب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اتنی قدرت و اختیار والا نہیں تو عبادت کا مستحق صرف وہی ہے اور شرک بدترین ظلم و جرم ہے۔(خزائن العرفان)(صراط الجنان جلد۳ص۱۰۸)

چوتھی حکمت: پارہ ۱۱ سورۂ یونس کی آیت نمبر ۳۱ اور ۳۲ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ مَنْ یَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ اَمَّنْ یَّمْلِكُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ مَنْ یُّخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَ یُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَ مَنْ یُّدَبِّرُ الْاَمْرَؕ فَسَیَقُوْلُوْنَ اللّٰهُۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ(۳۱)

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ تمہیں کون روزی دیتا ہے آسمان اور زمین سے یا کون مالک ہے کان اور آنکھوں کا اور کون نکالتا ہے زندہ کو مردے سے اور نکالتا ہے مردہ کو زندے سے اور کون تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے تو اب کہیں گے کہ اللہ تو تم فرماؤ تو کیوں نہیں ڈرتے۔(پ۱۱۔یونس۳۱)

فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّۚ فَمَا ذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُۚۖ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ(۳۲)

ترجمۂ کنزالایمان: تو یہ اللہ ہے تمہارا سچّا رب پھر حق کے بعد کیا ہے مگر گمراہی پھر کہاں پھرے جاتے ہو۔(پ۱۱۔یونس۳۲)

اس آیت میں بیان فرمایا کہ اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ و الہ و سلم ، آپ ان مشرکوں سے فرمادیں کہ آسمان سے بارش برسا کر اور زمین سے سبزہ اُگا کر تمہیں کون روزی دیتا

ہے؟ تمہیں یہ حواس کس نے دیئے ہیں جن کے ذریعے تم سنتے اور دیکھتے ہو، آفات کی کثرت کے باوجود کان اور آنکھ کو لمبے عرصے تک کون محفوظ رکھتا ہے حالانکہ یہ اتنے نازک ہیں کہ ذرا سی چیز انہیں نقصان پہنچاسکتی ہے اور زندہ کو مردہ سے جیسے انسان کو نطفہ سے، پرندے کو انڈے سے کون نکالتا ہے اور یونہی مردہ کو زندہ سے جیسے نطفہ کو انسان سے اور انڈے کو پرندے سے کون نکالتا ہے؟ اور ساری کائنات کے تمام کاموں کی تدبیر کون کرتا ہے؟ آپ کے سوالات سن کر وہ کہیں گے کہ بے شک ان چیزوں پر قدرت رکھنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ جب وہ لوگ اللہ تعالیٰ قدرتِ کاملہ کا اِعتراف کرلیں تو اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تم ان سے فرماؤ: جب تم اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اعتراف کرتے ہو تو بتوں کو عبادت میں اس کا شریک ٹھہرانے سے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے کیوں نہیں حالانکہ بت نہ نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان پہنچاسکتے ہیں اور نہ ان اُمور میں سے کسی پر کوئی قدرت رکھتے ہیں۔ بلکہ الٹا ان کی عبادت تمہارا بیڑہ غرق کردے گی کہ شرک کے مرتکب ہونے کی وجہ سے ہمیشہ کیلئے جہنم میں جاؤگے۔

پس جو اِن چیزوں کو سرانجام دیتا ہے اور آسمان وزمین، زندگی وموت سب کا مالک ہے اور رزق وعطا پر قدرت رکھتا ہے وہی اللہ تعالیٰ تمہارا سچا رب ہے، وہی عبادت کا مُستحق ہے نہ کہ یہ ناکارہ، خود ساختہ، بناوٹی بت اور جب ایسے واضح اور قطعی دلائل سے ثابت ہوگیا کہ عبادت کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہے تو اس کے ماسوا سب معبود باطِل مَحض ہیں اور جب تم نے اس کی قدرت کو پہچان لیا اور اس کی کارسازی کا اِعتراف کرلیا تو پھر تم حق قبول کرنے سے کیوں اِعراض کررہے ہو؟ (صراط الجنان جلد ۴ ص ۳۱۶۔۳۱۷)

ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ سورۃ النحل کی آیت نمبر ۲۰ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ کفار اللہ تعالیٰ کے علاوہ جن بتوں کی عبادت کرتے ہیں وہ اس بات پر قادر نہیں کہ کوئی چیز پیدا کر سکیں بلکہ وہ خود پتھروں اور لکڑی وغیرہ سے بنائے جاتے ہیں۔

(سمرقندی، النحل، تحت الآیۃ: ۲۰، ۲/۲۳۲۔)

امام فخر الدین رازی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ سورۃ النحل کی آیت نمبر ۲۰ کی تفسیر میں فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے علاوہ جن بتوں کی کفار عبادت کرتے ہیں وہ اپنی ذات میں بھی ناقص ہیں کہ انہیں دوسروں نے بنایا ہے اور اپنی صفات میں بھی ناقص ہیں کہ یہ کسی چیز کو پیدا ہی نہیں کر سکتے۔ (تفسیر کبیر، النحل، تحت الآیۃ: ۲۰، ۷/۱۹۵، ملخصاً۔)

اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ ۚ وَمَا یَشْعُرُوْنَ ۙ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ ﴿۲۱﴾ (پ۱۴، النحل۲۱)

ترجمۂ کنزالایمان: مُردے ہیں زندہ نہیں اور انہیں خبر نہیں لوگ کب اٹھائے جائیں گے۔

امام ابنِ ابی حاتم اور امام محمد بن جریر طبری رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِما اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں ''یہ بت جن کی اللہ تعالیٰ کے علاوہ عبادت کی جاتی ہے بے جان ہیں، ان میں روحیں نہیں اور نہ ہی یہ اپنی عبادت کرنے والوں کو کوئی نفع پہنچانے کی قدرت رکھتے ہیں۔

(تفسیر ابن ابی حاتم، النحل، تحت الآیۃ:۲۱، ۷/۲۲۸۰، تفسیر طبری، النحل، تحت الآیۃ:۲۱، ۷/۵۷۳-۵۷۴۔)

انہی بزرگوں کے حوالے سے امام جلال الدین سیوطی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اس آیت کی یہی تفسیر دُرِّ منثور میں رقم فرمائی۔ (در منثور، النحل، تحت الآیۃ: ۲۱، ۵/۱۱۹۔)

امام فخر الدین رازی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”جن بتوں کی کفار عبادت کرتے ہیں اگر یہ حقیقی معبود ہوتے تو یہ اللہ تعالٰی کی طرح زندہ ہوتے انہیں کبھی موت نہ آتی حالانکہ سب جانتے ہیں کہ یہ بے جان ہیں، زندہ نہیں اور ان بتوں کو خبر نہیں کہ لوگ کب اٹھائے جائیں گے تو ایسے مجبور، بے جان اور بے علم معبود کیسے ہو سکتے ہیں۔

(تفسیر کبیر، النحل، تحت الآیۃ: ۲۱، ۷/۱۹۵، ملخصاً۔)

امام علی بن محمد رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ اپنی کتاب تفسیر خازن میں فرماتے ہیں ”اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اگر یہ بت معبود ہوتے جیسا کہ تمہارا گمان ہے تو یہ ضرور زندہ ہوتے انہیں کبھی موت نہ آتی کیونکہ جو معبود عبادت کا مستحق ہے وہ ہمیشہ سے زندہ ہے اور اسے کبھی موت نہ آئے گی اور بت چونکہ مردہ ہیں زندہ نہیں لہٰذا یہ عبادت کے مستحق نہیں۔

(خازن، النحل، تحت الآیۃ: ۲۱، ۳/۱۱۸۔)

ان کے علاوہ دیگر تمام مُستند تفاسیر جیسے تفسیر طبری، تفسیر سمرقندی، تفسیر بغوی ، تفسیر ابو سعود، تفسیر قرطبی اور تفسیر صاوی وغیرہ میں صراحت ہے کہ اس آیت میں ”اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ“ سے مراد بت ہیں، کسی بھی مستند مفسر نے ان آیات کا مصداق انبیاءِ کرام علیھم الصلوۃ السلام اور اولیاء رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ کو قرار نہیں دیا۔(صراط الجنان جلد۵ص۲۹۲)

پانچویں حکمت: عبادت کا مستحق صرف وہی ہے جو کائناتِ اَرضی و سَماوی پر قدرت رکھتا ہو اور جمیع معلومات کا عالِم ہو، جو ایسا نہیں وہ کسی طرح عبادت کا مستحق نہیں۔

(خازن، النمل، تحت الآیۃ: ۲۵، ۳/۴۰۸، ملخصاً)

اللہ کے سوا اور کوئی عبادت کا مستحق نہیں کی 3 دلیلیں

اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور اس کے معبود ہونے کی **ایک دلیل** یہ ہے کہ اس کی ذات کے سوا ہر چیز فانی بِالذّات ہے، **دوسری دلیل** یہ ہے کہ مخلوق کے درمیان اسی کا حکم نافذ ہے اور **تیسری دلیل** یہ ہے کہ آخرت میں اسی کی طرف تمام لوگ پھیرے جائیں گے اور وہی اعمال کی جزا دے گا۔(صراط الجنان جلد۷ص۳۳۸)

چھٹی حکمت: پارہ ۲۱ سورۂ لقمٰن کی آیت نمبر ۲۶ میں ارشادِ خداوندی ہے:

لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ﴿۲۶﴾ (پ۲۱ لقمٰن ۲۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے بیشک اللہ ہی بے نیاز ہے سب خوبیوں سراہا۔

اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ تعالیٰ کے مملوک، مخلوق اور بندے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے تو زمین و آسمان میں اس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں۔(خزائن العرفان) (جلالین، لقمان، تحت الآیۃ: ۲۶، ص۳۴۸)

(سو باتوں کی ایک بات) محاورے کے تحت اگر اللہ عزوجل کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق ہے تو دلیل سے ثابت کرو۔ اور یہ بات روزِ روشن کی طرح ظاہر ہے کہ کوئی بھی کافر و مشرک دلیل سے ثابت نہیں کر سکتا کیونکہ اس بات کو قرآن نے بے سند قرار دیا ہے کہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے خدا کو پوجے جس کی اس کے پاس کوئی سند نہیں۔ چنانچہ پارہ ۱۸ سورۃ المؤمنون کی آیت نمبر ۱۱۶۔۱۱۷ میں ارشاد ہوا:

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿۱۱۶﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تو بہت بلندی والا ہے اللہ سچا بادشاہ کوئی معبود نہیں سوا اس کے عزت والے عرش کا مالک۔

تفسیر: یعنی اللہ تعالیٰ اپنی ذات، صفات اور اَفعال میں مخلوق کی مُماثلَت سے پاک ہے، وہی سچا بادشاہ ہے اور ہر چیز اسی کی ملکیت اور اسی کی بادشاہی میں داخل ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں کیونکہ تمام چیزیں اسی کی ملکیت ہیں اور جو ملکیت ہو وہ معبود نہیں ہو سکتی اور وہ اس عرش کا مالک ہے جو عزت والا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کرم ورحمت کا فیضان یہیں سے تقسیم ہوتا ہے اور ہر مخلوق میں اس کی رحمت وکرم کے آثار یہیں سے بٹتے ہیں۔

(صراط الجنان جلد ۶ ص۵۶۵)

وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۚ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۱۷﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے خدا کو پوجے جس کی اس کے پاس کوئی سند نہیں تو اس کا حساب اس کے رب کے یہاں ہے بیشک کافروں کا چھٹکارا نہیں۔

تفسیر: ارشاد فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کی عبادت کرے جس کی عبادت کرنے پر اس کے پاس کوئی دلیل نہیں تو اس کا حساب اس کے رب عَزَّوَجَلَّ کے پاس ہی ہے اور وہی اسے اس عمل کی سزا دے گا، بیشک کافر حساب کی سختی اور عذاب سے چھٹکارا نہیں پائیں گے اور انہیں کوئی سعادت نصیب نہ ہوگی۔ (روح البیان، المؤمنون، تحت الآیۃ:۱۱۷، ۶/ ۱۱۲-۱۱۳)

(جلالین، المؤمنون، تحت الآیۃ:۱۱۷، ص۲۹۳، ملتقطاً۔)

اللہ پاک کسی کا محتاج نہیں سب اس کے محتاج ہیں

اللہ تعالی بے پرواہ ہے یعنی اللہ تعالی کسی چیز کے اثر کو قبول نہیں کرتا اور وہ کسی کا محتاج نہیں جیسے کہ پارہ ۳۰ سورۃ الاخلاص کی آیت نمبر ۲ میں ارشادِ خداوندی ہے:

اَللّٰهُ الصَّمَدُ۔ **ترجمۂ کنزالایمان:** اللہ بے نیاز ہے۔

اس آیت کے تحت منح الروض الازہر شرح فقہِ الاکبر کے صفحہ نمبر ۱۴ پر لکھا ہے: اَیِ الْمُسْتَغْنِیْ عَنْ کُلِّ اَحَدٍ وَ الْمُحْتَاجُ اِلَیْهِ کُلُّ اَحَدٍ۔ یعنی وہ ذات جو ہر ایک سے مستغنی ہے اور ہر ایک اسی کی طرف محتاج ہے۔ اور پارہ ۳ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۲۶۷ میں تاکیداً ارشاد فرمایا:

وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ۔ **ترجمۂ کنزالایمان:** اور جان رکھو کہ اللہ بے پرواہ سراہا گیا ہے۔

اور پارہ ۴ سورہ آلِ عمران کی آیت نمبر ۹۷ میں ارشاد ہوا:

فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ۔ **ترجمۂ کنزالایمان:** تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے۔

اور پارہ ۲۶ سورہ محمد کی آیت نمبر ۳۸ میں ارشادِ باری تعالی ہے:

وَ اللّٰهُ الْغَنِیُّ وَ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ۔ **ترجمۂ کنزالایمان:** اور اللہ بے نیاز ہے اور تم سب محتاج۔

اس کے علاوہ بھی کئی آیات میں اس بات کی تشریح موجود ہے کی اللہ تعالی بے نیاز و بے پرواہ ہے جن کا ذکر طوالت کی بنا پر نہیں کیا جارہا ہے۔

جو کسی کا اثر قبول کرے اور محتاج ہو وہ خدا نہیں ہو سکتا، خدا ہونے کے لئے بے پرواہی اور عدمِ محتاجی ہونا ضروری ہے۔

اللہ تعالی کی ذات کا ادراک عقلاً محال ہے

اللہ تعالی کی ذات کا اِدراک عقلاً مُحال ہے کیونکہ جو چیز سمجھ میں آتی ہے عقل اُس کو محیط ہوتی ہے حالانکہ اللہ عزوجل کا کوئی اِحاطہ نہیں کر سکتا، البتہ اُس کے افعال کے ذریعہ سے اِجمالاً اُس کی صفات، پھر اُن صفات کے ذریعہ سے معرفتِ ذات حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالی پارہ ۳ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۲۵۵ میں ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا یُحِیۡطُوۡنَ بِشَیۡءٍ مِّنۡ عِلۡمِہٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ۔

ترجمہ کنز الایمان: اور وہ نہیں پاتے اس کے علم میں سے مگر جتنا وہ چاہے۔

اور پارہ ۱۶ سورہ طٰہٰ کی آیت نمبر ۱۱۰ میں ارشاد ہوا:

وَلَا یُحِیۡطُوۡنَ بِہٖ عِلۡمًا۔ **ترجمہ کنز الایمان:** اور ان کا علم اسے نہیں گھیر سکتا۔

اور پارہ ۷ سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۱۰۳ میں ارشاد ہوا:

لَا تُدۡرِکُہُ الۡاَبۡصٰرُ وَ ھُوَ یُدۡرِکُ الۡاَبۡصٰرَ وَ ھُوَ اللَّطِیۡفُ الۡخَبِیۡرُ۔

ترجمہ کنز الایمان: آنکھیں اسے احاطہ نہیں کرتیں اور سب آنکھیں اس کے احاطہ میں ہیں اور وہی ہے پورا باطن پورا خبردار۔

عقل کے قاصر رہنے کے دو اسباب

جس شے کو سمجھنے سے ہماری عقلیں قاصر ہوں اس کے دو سبب ہیں:

پہلا سبب: شے کا ذاتی طور پر خفی اور دقیق ہونا۔ اس کی مثال واضح ہے۔

دوسرا سبب: شے کا انتہائی واضح اور روشن ہونا جس کی مثال یہ ہے: چمگادڑ رات میں دیکھتی ہے اور دن میں نہیں دیکھ سکتی۔ اس کی وجہ یہ تو نہیں کہ دن رات کی بنسبت خفی اور پوشیدہ ہے بلکہ اس کی وجہ دن کا انتہائی ظہور ہے کیونکہ چمگادڑ کی بینائی کمزور ہوتی ہے اور جب سورج چمکتا ہے تو اس کی روشنی اس پر غالب آجاتی ہے اس لئے چمگادڑ کی کمزور بینائی کے ساتھ ساتھ دن کا انتہائی ظہور اس کے دیکھنے میں رکاوٹ بن جاتا ہے تو وہ اسی وقت کوئی چیز دیکھ سکتی ہے جب دن میں کچھ اندھیرا مل جائے اور اس کا ظہور کمزور پڑ جائے۔ اسی طرح ہماری عقلیں بھی کمزور ہیں اور جمالِ بارگاہِ الٰہی انتہائی روشن اور اِستغِراق وشُمول کی انتہا کو پہنچا ہوا ہے حتّٰی کہ آسمان وزمین کی سلطنت کا ایک ذرہ بھی اس کے ظہور سے پوشیدہ نہیں تو یہ ظہور اس کے خفا کا سبب ہو گیا تو پاک ہے وہ ذات جو اپنے نور کی چمک کی وجہ سے حجاب میں ہے اور اپنے انتہائی ظہور کے سبب بصیرت اور بصارت سے مخفی ہے اور شدتِ ظہور کے سبب اس خفی رہنے پر تعجب نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اشیاء اپنی ضدوں سے پہچانی جاتی ہیں اور جس کا وُجود ایسا عام ہو کہ اس کی کوئی ضد ہی نہ ہو اس کا ادراک مشکل ہو گا۔ اگر اشیاء مختلف ہوں کہ بعض بعض پر دلالت کرتی ہوں تو ان میں فرق جلد معلوم ہو سکتا ہے اور اگر وہ ایک ہی طریقے سے دلالت کرنے میں مشترک ہوں تو مُعاملہ دشوار ہو جائے گا۔(احیاء العلوم جلد ۵ ص ۸۴)

سورج کی روشنی سے مثال

اس کی مثال سورج کی روشنی ہے جو زمین پر پڑتی ہے۔ ہم یہ بات یقینی طور پر جانتے ہیں کہ یہ ایک عرض (جو بذاتِ خود قائم نہ ہو بلکہ قائم بالغیر ہو) ہے جو وُجودِ آفتاب کے وقت زمین پر

پڑتی ہے اور اس کے غروب کے وقت زائل ہو جاتی ہے تو اگر سورج غروب نہ ہوتا اور دائمی طور پر روشن رہتا تو ہم گمان کرتے کہ اجسام میں ان کے رنگوں یعنی سیاہی اور سفیدی وغیرہ کے سوا کوئی چیز نہیں کیونکہ ہم سیاہ چیز میں سیاہی اور سفید میں سفیدی کا ہی مشاہدہ کرتے ہیں تنہا روشنی کا ادراک نہیں کر سکتے لیکن جب سورج غروب ہو گیا اور ہر جگہ تاریکی پھیل گئی تو ہم نے دونوں حالتوں کے درمیان فرق جان لیا اور ہمیں معلوم ہو گیا کہ اجسام دھوپ کی وجہ سے روشن تھے اور ایسی صفت کے ساتھ متصف تھے جو غروبِ آفتاب کے وقت ان سے جُدا ہو گئی تو ہم نے دھوپ کے وُجود کو اس کے عدم سے جانا اور اگر دھوپ معدوم نہ ہوتی تو ہم اس کے وُجود پر انتہائی مشکل سے ہی مُطَّلَع ہوتے کیونکہ اندھیرے اور روشنی میں فرق نہ ہو تو ہمیں تمام اجسام ایک جیسے نظر آئیں حالانکہ روشنی تمام محسوسات میں ظاہر تر ہے کہ اسی کے ذریعے تمام محسوسات کا ادراک کیا جاتا ہے۔ تو پھر جو ذات خود ظاہر اور دوسروں کو ظاہر کرنے والی ہو تو غور کرو کہ اگر ظہور کی ضد طاری نہ ہوتی تو اس کے ظہور کے سبب اس کا مُعاملہ کس قدر مبہم ہوتا۔ پس اللہ عَزَّوَجَلَّ سب سے ظاہر ہے اور اسی کی وجہ سے تمام اشیاء کا ظہور ہے اگر اس کے لئے عدم یا غائب ہونا یا متغیر ہونا ہوتا تو ضرور آسمان و زمین گر پڑتے ملک و ملکوت باطل ہو جاتے۔ اس سے دونوں حالتوں کے درمیان فرق معلوم ہو گیا۔(احیاء العلوم جلد ۵ ص ۸۴۔۸۶)

اللہ پاک کا صورت سے پاک ہونے کی حکمت

اللہ پاک کا صورت سے پاک ہونے کے متعلق شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنے فتاوی میں لکھتے ہیں: اللہ عزوجل صورت سے پاک ہے کیونکہ صورت

متناہی (جس کی انتہاء ہو) اور مجسّم (جسم والی) چیزوں کے لئے ہوتی ہے اور اللہ تعالی تناہی (جس کی انتہاء ہو) و تجسّم سے منزہ (پاک) ہے اسی لئے اللہ تعالی کے لئے صورت کا اطلاق جائز نہیں ہے، بلکہ اگر صورت سے مراد معنیٔ متعارف (یعنی مخلوقات کی صورت) ہو تو صریح کفر ہے۔

(فتاوی شارح بخاری جلد اول ص ۱۳۱)

اللہ پاک کا جسم سے پاک ہونے کی حکمت

اللہ تعالی جسم سے پاک ہے اس لئے کہ ہر جسم مرکب ہوتا ہے اور ہر مرکب حادث کیونکہ ہر مرکب پر ان اجزاء کا تقدّم (یعنی پہلے ہونا) ضروری ہے جن سے وہ مرکب ہے، اور اللہ تعالی کو حادث ماننا یا ایسا قول کرنا جس سے اس کا حادث ہونا لازم آئے کفر ہے، اس لئے کہ حادث کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ چیز پہلے موجود نہ تھی پھر وہ موجود ہوئی حالانکہ اللہ تعالی قدیم و اَزَلی ہے نہ وہ کبھی معدوم رہا اور نہ کبھی معدوم ہوگا بلکہ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

(فتاوی شارح بخاری جلد اول ص ۱۳۲)

اللہ پاک کا سوچنے سے پاک ہونے کی حکمت

اللہ پاک سوچنے سے بھی پاک ہے کیونکہ سوچتا وہ ہے جو عالِمُ الغیب نہ ہو اور قدرت نہ رکھتا ہو، اللہ تعالی کے لئے سوچنے کا اثبات اس کے قادر ہونے اور عالِمُ الغیب ہونے سے انکار ہے جو کہ کفر ہے۔(فتاوی شارح بخاری جلد اول ص ۱۶۲)

اللہ کے اولاد سے پاک ہونے کی عقلی و نقلی دلائل

اللہ تعالی کے اولاد سے پاک ہونے کی بہت سی عقلی و نقلی دلیلیں ہیں جن میں سے کچھ یہاں بیان کی جاتی ہیں۔

اللہ کے اولاد سے پاک ہونے کی قرآن وحدیث سے دلائل

چنانچہ پارہ ایک سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۱۱٦ میں ارشادِ خداوندی ہے:

وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًاۙ سُبْحٰنَهٗؕ بَلْ لَّهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ(۱۱۶)

ترجمہ کنزالایمان: اور بولے خدا نے اپنے لئے اولاد رکھی پاکی ہے اسے بلکہ اسی کی مِلک ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اس کے حضور گردن ڈالے ہیں۔

اس آیت پاک کا شانِ نزول بیان کرتے ہوئے مولانا نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی خزائن العرفان میں لکھتے ہیں:

تفسیر: شان نزول: یہود نے حضرت عزیر کو اور نصاریٰ نے حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا کہا مشرکین عرب نے فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں بتایا ان کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی فرمایا سُبْحٰنَهٗ، وہ پاک ہے اس سے کہ اس کے اولاد ہو اس کی طرف اولاد کی نسبت کرنا اس کو عیب لگانا اور بے ادبی ہے حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ابن آدم نے مجھے گالی دی میرے لئے اولاد بتائی میں اولاد اور بیوی سے پاک ہوں۔

اور مملوک ہونا اولاد ہونے کے منافی ہے جب تمام جہان اس کا مملوک ہے، تو کوئی اولاد کیسے ہو سکتا ہے۔ مسئلہ: اگر کوئی اپنی اولاد کا مالک ہو جائے وہ اسی وقت آزاد ہو جائے گی۔

ایک اور مقام پر ارشادِ رب العباد ہے:

وَ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَ كَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا ﴿۱۱۱﴾ (پ۱۵، بنی اسرائیل:۱۱۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اور یوں کہو سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنے لئے بچہ اختیار نہ فرمایا اور بادشاہی میں کوئی اس کا شریک نہیں اور کمزوری سے کوئی اس کا حمایتی نہیں اور اس کی بڑائی بولنے کو تکبیر کہو۔

اللہ پاک سے اولاد کی نفی سورۂ مریم میں بھی موجود ہے چنانچہ ارشاد ہوا:

وَ مَا یَنْۢبَغِیْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ یَّتَّخِذَ وَلَدًا ﴿۹۲﴾ (پ۱۶، مریم: ۹۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اور رحمٰن کے لیے لائق نہیں کہ اولاد اختیار کرے۔

تفسیر: وہ اس سے پاک ہے اور اس کے لئے اولاد ہونا محال ہے ممکن نہیں۔

(خزائن العرفان)

مزید سورۃ الزخرف میں فرمایا:

قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ﳓ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ ﴿۸۱﴾ سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ﴿۸۲﴾ (پ۲۵، الزخرف: ۸۱،۸۲)

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ بالفرضِ محال رحمٰن کے کوئی بچّہ ہوتا تو سب سے پہلے میں پوجتا۔ پاکی ہے آسمانوں اور زمین کے رب کو عرش کے رب کو ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں۔

صدر الافاضل مفتی نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی اس آیتِ پاک کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

تفسیر: لیکن اس کے بچّہ نہیں اور اس کے لئے اولاد محال ہے یہ نفیِ ولد میں مبالغہ ہے۔

شانِ نزول: نضر بن حارث نے کہا تھا کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی تو نضر کہنے لگا دیکھتے ہو قرآن میں میری تصدیق آگئی ولید نے کہا کہ تیری تصدیق نہیں ہوئی بلکہ یہ فرمایا گیا کہ رحمٰن کے ولد نہیں ہے اور میں اہلِ مکّہ میں سے پہلا موحّدِ ہوں، اس سے ولد کی نفی کرنے والا، اس کے بعد اللہ تبارک وتعالٰی کی تنزیہ کا بیان ہے۔(خزائن العرفان)

اللہ عزوجل نے جنوں کی حکایت بیان کرتے ہوئے سورۃ الجن میں فرماتا ہے:

وَّ اَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّ لَا وَلَدًا ۙ﴿۳﴾(پ۲۹، الجن : ۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور یہ کہ ہمارے رب کی شان بہت بلند ہے نہ اس نے عورت اختیار کی اور نہ بچّہ۔

تفسیر: جیسا کہ کفّار جنّ و انس اللہ عزوجل کے بارے میں کہتے ہیں کہ (معاذ اللہ) اللہ کی بیوی اور اولاد ہیں۔(خزائن العرفان)

لَمْ یَلِدْ ۙ۬ وَ لَمْ یُوْلَدْ ۙ﴿۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ (پ۳۰، الاخلاص:۳)

تفسیر: اللہ عزوجل اولاد سے پاک ہے کیونکہ کوئی اس کا مجانس نہیں۔اور نہ اس کا کوئی باپکیونکہ وہ قدیم ہے اور پیدا ہونا حادث کی شان ہے۔(خزائن العرفان)

نیز بخاری شریف کی حدیثِ قدسی میں فرمایا گیا:

حدیثِ پاک

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ : قَالَ اللهُ كَذَّبَنِي ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ وَشَتَمَنِي وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ فَأَمَّا تَكْذِيبُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ لَنْ يُعِيدَنِي كَمَا بَدَأَنِي وَلَيْسَ أَوَّلُ الْخَلْقِ بِأَهْوَنَ عَلَيَّ مِنْ إِعَادَتِهِ وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ اتَّخَذَ اللهُ وَلَدًا وَأَنَا الأَحَدُ الصَّمَدُ لَمْ أَلِدْ وَلَمْ أُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لِي كُفُأً أَحَدٌ۔

(بخاری۔کتاب بدءالوحی۔باب وامرأتہ حمالۃ الحطب)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہےاور وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رب فرماتا ہے انسان مجھے جھٹلاتا ہے یہ اُسے مناسب نہ تھااور مجھے گالی دیتا ہے یہ اسے درست نہ تھا اس کا مجھے جھٹلانا تو یہ ہے کہ کہتا ہے رب مجھے پہلے کی طرح دوبارہ نہ بناسکے گا حالانکہ پہلی بار پیدا فرمانا دوبارہ بنانے سے آسان تر تو نہیں اس کی گالی اس کی یہ بکواس ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد اختیار کی میں تو اکیلا بے نیاز ہوں نہ جنا نہ جنا گیا میرا کوئی ہمسر نہیں۔

اس حدیثِ پاک کی شرح میں مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح میں لکھتے ہیں:

حدیثِ پاک کی شرح

یہ حدیث حدیثِ قدسی ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"قَالَ اللہ"۔ حدیثِ قدسی اور قرآن میں فرق یہ ہے کہ حدیثِ قدسی خواب یا الہام سے بھی حاصل ہو سکتی ہے۔ جبکہ قرآن بیداری ہی میں آئے گا۔ نیز قرآن کا مضمون اور لفظ دونوں رب کے ہیں، جبکہ حدیثِ قدسی میں مضمون رب کا اورالفاظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے ہیں۔ خیال رہے کہ ساری حدیثیں برحق ہیں اور قرآن کی طرح لائقِ عمل، صدیق اکبر نے حدیث کی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مال میں تقسیم میراث نہ فرمائی حالانکہ یہ حکم قرآنی تھا، مگر حدیث قدسی میں قال اللہ کی تصریح ہوتی ہے۔ اس کی مفصَّل بحث ہمارے رسالہ "ایک اسلام "میں دیکھو۔

خیال رہے کہ جن و انس کے سوا کسی مخلوق میں کافر نہیں مگر انسان پر اللہ کے احسانات زیادہ ہیں کہ ان ہی میں انبیاء اور اولیاء بھیجے۔ اس لیے کہ خصوصیت سے اس کی شکایت فرمائی گئی۔ انسان قیامت کا منکر ہے اور تمام ان آیتوں کو جھٹلاتا ہے جن میں قیامت کا ذکر ہے۔

رب کے لیے ایجاد اور دوبارہ بنانا یکساں آسان ہے۔ لوگوں پر ایجاد مشکل ہوتی ہے۔ دوبارہ بنانا آسان، جب کفار رب تعالٰی کو عالَم کا موجِد جانتے ہیں تو قیامت مانتے ہیں انہیں

کیوں موت آتی ہے۔حالانکہ قیامت میں اٹھانا اعادۂ خلق ہو گا۔نہ کہ ایجاد اس میں روئے سخن ان کافروں کی طرف ہے جو اللہ کی ذات وصفات کے اقراری تھے اور قیامت کے انکاری۔

مشرکین عرب کا عقیدہ تھا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کو،یہودی عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا مانتے ہیں اس میں ان تینوں قوموں کی طرف اشارہ ہے۔بیوی بچے اختیار کرنا ہمارے لیے کمال ہے رب کے حق میں گالی۔ایک ہی چیز ایک کے لیے کمال ہے۔دوسرے کے لیے نقصان بلا تشبیہ کنواری لڑکی کو صاحب اولاد کہنا گالی ہے،بیاہی کے لیے کمال،رب کی شان تو بہت اعلیٰ ہے۔

اولاد والا اکیلا بھی نہیں ہوتا،اولاد اس کی قومیت،نوعیت،جنسیت میں شریک ہوتی ہے اور بے نیاز بھی نہیں کیونکہ انسان شہوت کے غلبہ یا دشمنوں کے خوف کی وجہ سے یا اپنے مرے بعد وراثت کے لیے اولاد اختیار کرتا ہے۔رب تعالیٰ ان تمام نیازمندیوں سے پاک ہے۔دیکھو چاند،سورج وغیرہ کو قیامت سے پہلے فنا نہیں تو ان کی وراثت کے لیے انکی اولاد بھی نہیں۔

حالانکہ اولاد باپ کی ہمسر ہوتی ہے کہ انسان کا بچہ انسان اور شیر کا بچہ شیر ہوتا ہے،تو نعوذ باللہ!خدا کا بیٹا خدا ہی چاہیئے تھا حالانکہ رب اس کا خالق وہ مخلوق،رب مالک وہ مملوک،پھر ہمسر کہاں۔(مراۃ المناجیح جلد۔۱۔ص۱۸)

اللہ کے اولاد سے پاک ہونے کی (۱۵) عقلی دلائل و حکمت

پہلی حکمت: اولاد کو ضرورت مخلوق کو ہوتی ہے کبھی شہوت سے مغلوب ہو کر جماع کرتا ہے جس سے اولاد ہو جاتی ہے، اور کبھی دشمنوں کی قوت سے مجبور ہو کر اولاد کی خواہش کرتا ہے جو اپنا قوتِ بازو ہو اور اس کے ذریعہ رشتہ داریاں بڑھے اور یہ مجبور ہو کر نہ رہے، رب تعالیٰ ہر قسم کی مغلوبی سے پاک ہے لہذا اولاد سے پاک ہے۔

دوسری حکمت: بدلنے والی چیز اولاد کی خواہش مند ہو سکتی ہے غیرِ متبدل کی اولاد نہیں انسان سمجھتا ہے کہ مجھ کو بڑھاپا بھی آنے والا ہے اس وقت کے لئے عصائے پیری یعنی فرزند چاہئے، چاند تارے سورج وغیرہ چونکہ بدلتے نہیں اسی لئے ان کی اولاد بھی نہیں رب تعالیٰ بھی تبدیلی سے پاک اس لئے اولاد سے بھی پاک۔

تیسری حکمت: فانی کو اولاد درکار تا کہ اس کی نسل باقی رہے انسان اپنی نسل کی بقا اپنے بعد اپنے گھر کی آبادی اور اپنے نام کو زندہ رکھنے کے لئے اولاد چاہتا ہے جانوروں کی نسل کی بقا بھی اولاد ہی سے ہے بعض علمِ طبعیات والے فرماتے ہیں کہ درختوں بلکہ پتھروں میں بھی توالد و تناسل ہے بعض درخت نر اور بعض مادہ ہیں نر کی ہوا مادہ کو لگتی ہے جس سے وہ پھلوں سے حاملہ ہو جاتی ہے، بعض درختوں میں تو اس کا مشاہدہ بھی ہوتا ہے جیسے ارنڈ کھجور وغیرہ۔ تابیرِ نخل کی حدیث کا یہی مطلب ہے، نیز آسمانی چیزیں قیامت تک فانی نہیں اس لئے ان کی اولاد بھی نہیں اور رب تعالیٰ تو واجب الوجود ہے اس لئے اولاد سے پاک ہے۔

چوتھی حکمت: اولاد باپ کی ہم جنس چاہئے آپ کے جسم کے کیڑے جوئیں وغیرہ آپ کی اولاد نہیں، اگر رب تعالی کی اولاد ہوتی تو اس کے ہم جنس ہوتی اور جنس کے لئے فصل ضروری اور جنس فصل کے لئے مادہ ضروری اسی لئے رب کا مادی ہونا لازم آتا ہے اور وہ تو مادہ سے پاک لہذا اولاد سے بھی پاک۔

پانچویں حکمت: اولاد میں ماں پاب کے سے ذاتی صفات چاہئے انسان کا بچہ انسان کی طرح ضاحک متعجب وغیرہ ہونا چاہئے اگر رب تعالی کے اولاد ہوتی تو وہ اس کی طرح واجب قدیم خالق وغیرہ ہوتی اور پھر اولاد ہونے کی وجہ سے اس سے پیچھے ہوتی واجب قدیم ہونا پیچھے ہونے کے خلاف ہے لہذا اللہ تعالی اولاد سے پاک ہے۔

چھٹی حکمت: اولاد جو اپنا جز یعنی نطفے سے پیدا ہو، حضرتِ عیسی علیہ السلام حضرتِ جبریل علیہ السلام کے بیٹے نہیں، حضرت آدم علیہ السلام مٹی کے بیٹے نہیں، آپ کے سر کی جوں وغیرہ آپ کی اولاد نہیں کیونکہ وہ آپ کے نطفے سے نہیں اور رب تعالی نطفے وغیرہ سے پاک ہے لہذا وہ اولاد سے پاک ہے۔

ساتویں حکمت: اولاد میں ماں کی شرکت ہوتی ہے کہ اس کے کچھ اعضاء باپ کے نطفے سے بنتے ہیں کچھ ماں کے، اگر رب تعالی کی اولاد ہوتی تو اس میں ماں کی شرکت ہو جاتی اور وہ اس کا مستقل خالق نہ ہوتا اور یہ تو بڑا عیب ہے لہذا وہ اولاد سے پاک ہے۔

آٹھویں حکمت: اولاد ایک وقت تک ماں باپ کی محتاج پھر ان سے بے پرواہ اور پھر معاملہ بر عکس کہ ماں باپ بعض کاموں میں اولاد کے محتاج اور رب تعالی محتاجی سے پاک لہذا وہ اولاد سے بھی پاک ہے۔

نویں حکمت: اکثر اولاد والا خود بھی کسی سے نکلتا ہے جب رب تعالی کسی سے بنا نہیں تو اس کی بھی کوئی اولاد نہیں اسی لئے فرمایا لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ۔ آدم و حوا علیہ السلام مٹی سے بنائے گئے۔

دسویں حکمت: باپ کی تربیت ناقص ہوتی ہے کہ وہ بچے کو پال کر استاد اور شیخ کے حوالے کرتا ہے اور اگر خود ہی علم و معرفت کا اسے درس دے تو بھی باپ ہونے کی حیثیت سے نہیں بلکہ استاد اور شیخ ہونے کی حیثیت سے دے گا اور رب تعالی کی پرورش کامل ہے کہ بندوں کے جسم اور روح و قلب اور قالب کو پالتا ہے لہذا وہ کسی کا باپ نہیں۔

گیارہویں حکمت: بیٹا باپ کا خادم ہوتا ہے نہ کہ عابد اسی طرح اس کا شریک ہوتا ہے نہ کہ اس کی مخلوق اگر رب تعالی کی کوئی اولاد ہوتی تو خادم ہوتی اس کی عابد نہ ہوتی لہذا رب تعالی کی معبودیت ناقص رہ جاتی۔

بارہویں حکمت: بیٹا اپنے باپ کا شریک ہوتا ہے نہ کہ بندہ اور مملوک، شہزادہ اپنے باپ کی رعایا نہیں کہلاتا بلکہ اس کی سلطنت کا حصہ دار اگر باپ اپنے بیٹے کو خریدے تو وہ فوراً آزاد ہو جاتا ہے لہذا اگر رب تعالی کا بیٹا ہوتا تو وہ اس کا بندہ نہ ہوتا بلکہ اس کا برابر کا حصہ دار ہوتا۔

تیرہویں حکمت: باپ بہت آہستگی سے بیٹا حاصل کر سکتا ہے نہ کہ ایک دم کہ اس کا نطفہ عورت کے پیٹ میں نو ماہ تک پرورش پاتا ہے رب تعالی اپنے پیدا فرمانے میں آہستہ پر مجبور نہیں لہذا وہ اولاد سے پاک ہے۔

چودہویں حکمت: بیٹا اپنے باپ کا نمونہ اور ہم شکل ہوتا ہے رب تعالی ہم شکل اور کسی کا نمونہ بننے سے پاک ہے لہذا وہ اولاد سے پاک ہے۔

پندرہویں حکمت: بیٹے تین قسم کے ہیں پوت، سپوت اور کپوت۔ پوت وہ ہے جو باپ کے برابر کمال دکھائے۔ سپوت وہ جو باپ سے بڑھ جائے۔ کپوت وہ جو باپ سے گھٹا ہوا رہے بلکہ اس کے نام کو ڈبو دے۔ اگر رب تعالی کے بیٹا ہوتا تو سوال ہوتا کہ وہ کس قسم کا ہے؟ اگر سپوت ہے تو چاہیئے اس کی مخلوق رب کی مخلوق سے بڑھی ہوئی ہو کہ رب تعالی لے سات آسمان ہیں تو اس کے کم از کم آٹھ تو ہوں اور اگر پوت ہے تو خلقیت اور مالکیت وغیرہ میں برابر ہونا چاہیئے تھا اور کپوت ہوتا تو بیٹے کے عیب اور باپ کی مجبوری پر دلالت کرتا ہے کہ بیٹا تو نالائق رہا اور باپ اسے درست نہ کر سکا۔ (ماخوذ از تفسیر نعیمی جلد۔۱۔ص۵۸۵۔۵۸۷)

اعتراض: مسلمان بھی کہتے ہیں کہ بعض بندے محبوب اور بعض خلیل اور بعض اس کے حبیب ہیں جیسے کہ رب بیٹے سے پاک ہے چاہیئے کہ دوست بنانے سے بھی پاک ہو؟

جواب: محبوبیت، خلقت، اصطفائی عبدیت کے خلاف نہیں ہو سکتا ہے کہ بادشاہ اپنے غلاموں اور کنیزوں کو اپنا مقبولِ بارگاہ کرے اس سے وہ غلام ہی رہیں گے مگر بیٹا ہونا

بندے ہونے کے خلاف ہے جیسے کہ ہم حکمتوں میں بیان کر چکے لہٰذا اللہ عزوجل اولاد سے پاک ہے ہاں اس کے بعض بندے پیارے اور محبوب ہیں کہ اس کی حقِ بندگی خوب ادا کرتے ہیں۔

(تفسیر نعیمی جلد۔ا۔ص ۵۸۷)

اللہ کو اللہ کہنے کی حکمتیں

اللہ کو اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ لفظِ اللہ کی اصل اِلٰہٌ ہے پس ہمزہ کو حذف کر دیا گیا اور اس کے عوض میں الف لام لایا گیا تو اللہ ہو گیا۔ اور اِلٰہٌ کے کئی معانی اس کے مشتقات کے اعتبار سے آتے ہیں مثلاً:

پہلی وجہ: لفظِ اللہ اَلِہَ اِلٰہَۃً اُلُوْھَۃً اور اُلُوْھِیَّۃً سے مشتق ہے بمعنی عبادت کرنا،، پس اِلٰہٌ مصدر بمعنی مَاْلُوْہٌ مفعول ہے جیسے کتاب بمعنی مکتوب ہے، لہٰذا مَاْلُوْہٌ بمعنی مَعْبُوْدٌ ہوا یعنی عبادت کیا ہوا۔ پس اللہ کو اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس کی عبادت کی جاتی ہے کہ وہ معبود ہے۔

دوسری وجہ: اور اَلِہَ سے تَاَلَّہٗ اور اِسْتَاَلَہٗ ہے بمعنی عبد یعنی غلام بن جانا۔ پس اللہ کو اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ ساری مخلوق اس کی عبد یعنی غلام ہے۔

تیسری وجہ: لفظِ اللہ اَلِہَ سے مشتق ہے بمعنی حیران ہوا۔ پس اللہ کو اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس کی معرفت میں سب حیران ہیں۔

چوتھی وجہ: لفظِ اللہ اَلِھْتُ اِلٰی فُلَانٍ سے مشتق ہے بمعنی میں نے فلاں کے پاس جا کر سکون پایا۔ پس اللہ کو اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ لوگوں کے دل بھی اس کے ذکر سے سکون پاتے ہیں اور روحیں اس کی معرفت کی طرف سکون پاتی ہیں۔

پانچویں وجہ: لفظِ اللہ اَلَہَ سے مشتق ہے بمعنی جب نازل شدہ مصیبت سے گھبرا جائے تو اسے پناہ دی جائے۔ پس اللہ کو اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ جب عابد مصیبتوں سے گھبرا کر اللہ کی طرف جاتا ہے تو اللہ اس کو پناہ دیتا ہے۔

چھٹی وجہ: لفظِ اللہ اَلَہَ الْفَصِیْلُ سے مشتق ہے بمعنی جبکہ وہ اپنی ماں کے ساتھ چمٹ جائے۔ پس اللہ کو اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ بندے بھی اللہ کی رحمت کے ساتھ مصیبتوں میں گریاوزاری کرتے ہوئے چمٹنے والے ہوتے ہیں۔

ساتویں وجہ: لفظِ اللہ وَلِہَ سے مشتق ہے بمعنی متحیر و مخبوط العقل ہو جانا، پوشیدہ ہو جانا، چھپ جانا۔ بلند ہو جانا۔ پس اللہ کو اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالی بھی بندوں کی نظروں سے، آنکھوں کے ادراک سے پوشیدہ ہے اور ہر چیز سے بلند و بالا ہے۔ اور اس کی معرفت میں بندے متحیر اور ان کی عقلیں مخبوط ہیں۔ (ماخوذ از تفسیر بیضاوی ص ۴۔۵)

امام سیبویہ کی مغفرت کا راز

امامِ سیبویہ کو کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا ما فعل اللہ بك؟ جواب دیا اللہ تعالی نے مجھے کثیر بھلائی عطا فرمائی کیونکہ میں نے اس کے نامِ پاک کو اَعْرَفُ الْمَعَارِف (خاصُ الخاص) قرار دیا تھا۔ (اللباب فی علوم الکتاب جلد۔۱۔ص۱۳۸)

اسمِ جلالت اللہ کے متعلق نحوی نے بڑی معرکۃ الآراء بحث کی ہے کسی نے کہا کہ اسمِ جلالت اللہ مشتق ہے اور کسی نے کہا کہ مشتق نہیں ہے، کسی نے کہا کہ اسم ہے اور کسی نے کہا کہ عَلَم ہے، کسی نے کہا کہ اسمِ جلالت نکرہ تھا پھر الف ولام لگا کر اس کو معرفہ بنایا گیا ہے اور کسی نے کہا کہ یہ پہلے ہی سے معرفہ ہے لہذا مزید معرفہ بنانے کی حاجت نہیں ہے، مگر امامِ سیبویہ نے فرمایا کہ اسمِ جلالت پہلے سے معرفہ تھا اور الف ولام لگا کر اَعْرَفُ الْمَعَارِف بنا دیا گیا ہے، اللہ رب العزت کو امامِ سیبویہ کی یہ بات اتنی پسند آئی کہ اسی کے سبب ان کی مغفرت فرمادی۔

رحمتِ حق بہا نمی جوید

رحمتِ حق بہانہ می جوید

(یعنی اللہ کی رحمت قیمت نہیں تلاش کرتی بلکہ اللہ کی رحمت بہانہ تلاش کرتی ہے) سبحٰن اللہ!

اللہ میاں کہنا کیسا؟

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ "میاں" کا لفظ بولنا ممنوع ہے۔ اللہ پاک، اللہ تعالٰی، اللہ عَزَّوَجَلَّ اوراللہ تبارَکَ وَ تعالٰی وغیرہ بولنا چاہیئے۔ میرے آقا اعلٰی حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں:"(اللہ تعالٰی کے لئے) مِیاں کا اِطلاق نہ کیا جائے (یعنی نہ بولا جائے) کہ وہ تین معنٰی رکھتا ہے ، ان میں دو ۲ ربُّ العزّت کے لئے مُحال (یعنی ناممکن) ہیں، مِیاں (یعنی) آقا اور شوہر اور مرد وعورت میں زِنا کا دلال، لہٰذا اِطلاق مَمنوع۔" (فتاوٰی رضویہ ج١٤ص٦١٤)

اللہ کے کل نام کتنے ہیں؟

حق تعالی کے تین ہزار نام ہیں جن میں سے ایک ہزار کو ملائکہ جانتے ہیں اور ایک ہزار صرف انبیائے کرام اور باقی ایک ہزار میں سے تین سو نام تورات شریف میں اور تین سو انجیل میں اور تین سو زبور میں اور ننانوے نام قرآن پاک میں ہیں اور ایک نام وہ ہے جس کو صرف حق تعالی ہی جانتا ہے لیکن بسم اللہ میں حق تعالی کے جو تین نام اللہ، رحمٰن اور رحیم آئے ان تین میں ان تین ہزار کے معنی پائے جاتے ہیں لہذا جس نے ان تین ناموں سے حق تعالی کو یاد کر لیا گویا اس نے تمام ناموں سے اس کو یاد کیا۔(تفسیر نعیمی جلد۔ا۔ص۴۱)

اللہ مکان سے کیوں پاک ہے؟

میرے شیخِ طریقت امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس قادری رضوی (دامت برکاتہم العالیہ) اپنی مایہ ناز تصنیف کفریہ کلمات کے بارے میں سوال وجواب میں تحریر فرماتے ہیں: آج کل عموماً عوام یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اوپر رہتا ہے، اُس کا آسمان پر مکان ہے۔ بے شمار لوگ یوں بھی بولتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہر جگہ ہے۔ حالانکہ اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ خدائے رحمٰن عَزَّوَجَلَّ جگہ و مکان سے پاک ہے۔ دراصل فلمیں ڈِرامے دیکھ دیکھ کر اور بے ہُودہ غزلیں اور فِلمی گانے سُن سُن کر بَہُت سے لوگوں کے ذِہنوں کے اندر کُفریہ عقیدہ جم گیا ہے۔ اور ان لوگوں سے سُن سُن کر اولاد دَر اولاد ذِہنوں میں معاذاللہ عَزَّوَجَلَّ یہ عقیدہ مُنتقل ہوتا جارہا ہے۔ علمِ دین و علمائے دین سے دُوری کے باعث اللہُ الرَّحمٰن عَزَّوَجَلَّ کا جگہ اور مکان سے پاک ہونا بعض اَذہان قَبول نہیں کر پاتے۔ خدائے حنّان و منّان جلّ جلالُہٗ کے جگہ و مکان

سے پاک ہونے پر یوں تو بے شمار دلائل ہیں مگر میں صرف ایک دلیل عرض کرنے کی کوشش کرتا ہوں، اِنْ شاءَاللہ عَزَّوَجَلَّ قَبولِ حق کا جذبہ رکھنے والا ذِہن فوراً قبول کرلے گا!

پہلی دلیل: یہ بات ذِہن نشین فرمالیجئے کہ اللہُ کریم عَزَّوَجَل قدیم ہے یعنی ہمیشہ ہمیشہ سے ہے۔ وہ تب سے ہے کہ جب اب تب کب، یہاں وہاں اوپر نیچے، دائیں بائیں وغیرہ کچھ بھی نہ تھا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کی صفات کے علاوہ ہر چیز حادِث ہے۔ حادِث، قدیم کی ضد ہے۔ حادِث یعنی وہ کہ جو عدم سے وُجود میں آئے۔ اِس کو اور آسان لفظوں میں یوں سمجھئے کہ جو پہلے سے نہ تھا مگر بعد میں موجود ہو۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہر مسلمان اللہُ کریم عزّوَجَلَّ اور اس کی صفات کو قدیم ہی مانتا ہے اور اِس کے علاوہ ہر چیز بعد میں بنائی گئی اِس کو بھی تسلیم کرتا ہے تو بس اتنی سی بات سمجھنے کی ضَرورت ہے کہ بعد میں بنائی جانے والی چیزوں میں یقیناً زمین و آسمان، عرش و کرسی، اوپر نیچے دائیں بائیں وغیرہ بھی شامل ہیں۔ اب اگر یہ کہا جائے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اوپر ہے یا آسمان پر ہے یا عرش پر ہے یا ہر جگہ ہے تو پھر آسمان، عرش بلکہ ہر جگہ کو قدیم ماننا لازم آئے گا یا پھر یہ ذہن بنانا پڑے گا کہ پہلے اللہ عَزَّوَجَلَّ جگہ و مکان سے پاک تھا بعد میں جُوں جُوں وہ عَزَّوَجَلَّ چیزیں بناتا گیا اُن میں "رہتا" چلا گیا۔ جب "اوپر" وُجود میں آیا تو اوپر آگیا، جب "نیچے" کی تخلیق ہوئی تو نیچے اُتر آیا، "عرش" بنایا تو عرش پر پہنچ گیا اور جب "جگہیں" پیدا کیں تو ہر جگہ تشریف لاکر رہنے لگا۔ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلاَّ بِاللّٰہ۔ اللہ کرے دل میں اُتر جائے مِری بات (اٰمین)

اُمّید ہے کہ مسئلہ سمجھ میں آگیا ہو گا۔ بہر حال شرعی حکم یہی ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ کو "اوپر" یا "آسمان پر رہتا ہے" یا "ہر جگہ ہے" کہنا کفرِ لُزومی ہے۔ یہ عقیدہ رکھنے والا مسلمان اگرچِہ عُلمائے

مُتَکَلِّمِین رَحِمَھُمُ اللہُ الْمُبِین کے نزدیک اسلام سے خارِج نہیں ہوتا تاہم فُقَہائے کرام رَحِمَھُمُ اللہُ السَّلام کے نزدیک اس پر حکمِ کفر ہے۔ لِہٰذا اس پر لازم ہے کہ توبہ، تجدیدِ ایمان و تجدیدِ نکاح کرے۔ (کفریہ کلمات کے بارے میں سوال و جواب ص ۱۱۱۔ ۱۱۴)

دوسری دلیل: یہ ہے کہ ظرف مظروف سے بڑا ہوتا ہے مثلاً ہم کمرے میں رہتے ہیں تو ہم مظروف اور کمرہ ظرف ہے اور کمرہ ہم سے بڑا ہوتا ہے پس اگر اللہ عزوجل کے لئے مکان ثابت کریں تو مکان کا اللہ عزوجل سے بڑا ہونا لازم آئے گا جو کہ کفر ہے کیونکہ اللہ عزوجل ہر چیز سے بڑا ہے جیسے کہ پانچوں نمازوں کی اذانوں میں مؤذن اللہُ اکبر۔ اللہُ اکبر کہتا ہے یعنی اللہ ہر چیز سے بڑا ہے۔ اللہ ہر چیز سے بڑا ہے۔

سوال: اللہُ اکبر کا معنی اللہ ہر چیز سے بڑا ہے۔ آپ نے کہاں سے لیا ہے حالانکہ اس کا سادہ سادہ ترجمہ اللہ بڑا ہے۔ ہوتا ہے پھر آپ نے یہ زیادتی کیسے کی؟

جواب: اللہُ اَکْبَرُ کی اصل عبارت اللہُ اَکْبَرُ مِنْ کُلِّ شَیءٍ ہے جس کا ترجمہ ہے اللہ ہر چیز سے بڑا ہے۔ پھر کثرتِ استعمال کی وجہ سے اس کو مختصر کر دیا گیا اور اللہُ اَکْبَرُ مِنْ کُلِّ شَیءٍ کی جگہ اللہُ اکبر کہا جانے لگا۔ مزید تسلی و تصفی کے لئے علمائے اہلِ سنت سے رجوع فرمائیں ان شاء اللہ عزوجل وہ آپ کی ضرور رہنمائی فرمائیں گے۔

مکان کے مُتَعَلِّق کُفرِیّات کی ۷ مثالیں

(۱)۔۔۔ اللہ تعالیٰ کے لئے جِہَت (یعنی سَمت) ماننا کفر ہے یعنی یہ کہنا اللہ تعالیٰ اوپر ہے وغیرہا۔ (اَلْبَحْرُ الرَّائِق ج۵ ص ۲۰۳) صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علامہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی

اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ جِہَت (یعنی سَمت) و مکان وزَمان و حَرَکت وسُکون و شکل و صورت وَجمیع حَوادِث سے پاک ہے۔ (بہارِ شریعت حصّہ۱ ص ۸)

(۲)۔۔۔خدا کے لئے مکان ثابِت کرنا (یعنی ماننا یا کہنا) کفر ہے۔

(اَلْبَحْرُ الرَّائِق ج۵ ص۲۰۳)

(۳)۔۔۔اللہ تعالیٰ کے لئے جسم اور مکان ثابِت کرنا کفر ہے۔ اس مسئلہ کی تفصیل میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰناشاہ امام اَحمد رَضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن کے مبارَک رسالے "قَوارِعُ القَہاّر" (فتاوٰیٰ رضویہ جلد ۲۹ صفحہ۱۱۹تا ۲۸۵) میں دیکھی جاسکتی ہے۔

(۴)۔۔۔یہ کہنا کہ "اوپر خدا ہے نیچے تم ہو۔" یہ کَلِمۂ کفر ہے۔

(بہارِ شریعت حصّہ ۹ ص ۱۸۰، فتاوٰی قاضی خان ج٤ ص٤٧٠)

(۵)۔۔۔جو کہے: "اللہ تعالیٰ آسمان میں ہے" اگر تو اس نے وہ مراد لیا جو ظاہراً اخبار (یعنی احادیثِ مبارکہ) میں ہے اس کی حکایت (یعنی اُسی کا بیان) ہے تو پھر کفر نہیں۔ اگر مکان کی نیّت ہے تو کفر ہے اور اگر کچھ بھی نیّت نہیں تب بھی اکثر فُقَہائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السّلام کے نزدیک کُفر ہے۔ (البحر الرائق ج ۵ ص ۲۰۳، فتاوٰی رضویہ ج١٤ ص٢٨٤)

افسوس! اس طرح کے جملے لوگوں میں بکثرت بکے جاتے ہیں۔ آپ غور فرمالیجئے اگر خدانخواستہ زندگی میں کبھی اِس طرح بول دیا ہے تو توبہ، تجدیدِ ایمان و تجدیدِ نکاح کرلیجئے۔

(٦)۔۔۔یہ کہنا کہ "کوئی مکان کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں ذاتِ خدا موجود نہ ہو" کَلِمۂ کفر ہے۔ (ماخوذ از فتاوٰی رضویہ ج١٤ص٦٢٠، مجمع الانہر ج٢ ص٥٠٥)

(۷)۔۔۔جو کہے:"اللہ تعالیٰ آسمان سے یا عرش سے دیکھ رہا ہے" یہ قول کفر ہے۔
(فتاویٰ عالَمگیری ج۲ ص ۲۵۷)

اوپر اللہ کا سہارا" کہنے کا حکمِ شَرعی

سُوال: کسی سے یوں کہنا کیسا ہے کہ "اُوپر اللہ کا سہارا' زمین پر آپکا سہارا۔"

جواب: کُفر ہے کہ اس میں اللہ تَبارَکَ وَتَعَالٰی کے لئے مکان و سَمت کو ثابِت کیا جارہا ہے۔(کفریہ کلمات کے بارے میں سوال و جواب ص۱۰۹)

اللہ کو"اوپر والا"کہنا کیسا؟

سُوال: اللہ کی ذات کے لیے اُوپر والا، بولنا کیسا ہے؟

جواب: اللہ تَبارَکَ وَتَعَالٰی کی ذات کے لئے لفظ "اُوپر والا" بولنا کُفر ہے کہ اِس لفظ سے اسکے لئے جِہَت (یعنی سَمت) کاثُبُوت ہو تاہے اور اسکی ذات جِہَت (سَمُت) سے پاک ہے جیسا کہ حضرت علّامہ سعدُ الدّین تَفْتازَانِی علیہ رحمۃُ اللہ الوالی فرماتے ہیں:"اللہ تَبارَکَ وَتَعَالٰی مکان میں ہونے سے پاک ہے اور جب وہ مکان میں ہونے سے پاک ہے تو جِہَت (یعنی سَمت) سے بھی پاک ہے، (اِسی طرح) اُوپر اور نیچے ہونے سے بھی پاک ہے۔" (شرحُ الْعقائدص۶۰) اور حضرتِ علامہ ابنِ نُجَیم مِصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نقل فرماتے ہیں:"جو اللہ عَزَّوَجَلّ کو اُوپر یا نیچے قرار دے تو اُس پر حکمِ کُفر لگایا جائے گا۔" (اَلْبَحْرُ الرَّائِق ج ۵ ص ۲۰۳) لیکن اگر کوئی شخص یہ جملہ بُلندی وبرتری کے معنٰی میں استعمال کرے تو قائل پر حُکمِ کفر نہ لگائیں گے مگر اِس قَول کو بُرا ہی کہیں گے اور قائل کو اِس سے روکیں گے۔(فتاویٰ فیض الرسول ج۱ ص۲)

"اللہ مسجد، مندر ہر جگہ ہے" کہنا

سُوال: کسی نے کہا: اللہ عَزَّوَجَلَّ ہر جگہ ہے، کعبہ میں بھی ہے، مسجد میں بھی ہے، مندر میں بھی ہے اور گرجا میں بھی ہے" کہنے والے کیلئے کیا حکم ہے؟

جواب: کہنے والے پر لُزُومِ کُفر کا حکم ہے کیوں کہ اِس میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے مکان ثابِت کیا گیا ہے۔ اس طرح کے کلمات حمدیہ کلام میں بعض نعت خوان پڑھتے ہیں، ان کو توبہ و تجدید ایمان و تجدیدِ نکاح کرنا چاہیئے۔ (کفریہ کلمات کے بارے میں سوال و جواب ص۱۱۰۔۱۱۱)

کیا اللہ سوتا بھی ہے؟

اللہ تعالیٰ اونگھ اور سونے سے پاک ہے جیسے کہ قرآنِ عظیم میں ہے:

اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌؕ ۔ (پ۳البقرۃ ۲۵۵)

ترجمہ کنزالایمان: اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ آپ زندہ اوروں کا قائم رکھنے والا اسے نہ اونگھ آئے نہ نیند۔

پہلی حکمت: صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی آیۃ الکرسی کے اس ٹکڑے کے تحت لکھتے ہیں: کیونکہ اونگھنا اور نیند کرنا نقص ہے اور اللہ عزوجل ہر نقص و عیب سے پاک ہے۔ (خزائن العرفان)

دوسری حکمت: صاحبِ روح البیان علامہ اسمٰعیل حقی علیہ رحمۃ اللہ القوی لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ منزہ ہے ان عوارض سے جو اس کی مخلوق کو عارض ہوتے ہیں یعنی وہ سہو اور غفلت اور ملال و فترت (سستی) سے پاک ہے اور وہ جن اشیاء کی حفاظت پر قائم ہے وہ سستی کی وجہ

سے نہ کمزور ہے اور نہ ہی اسے تھکاوٹ کے عوارض لاحق ہوتے ہیں اور ایسے عوارض پر وہ تھکان اتارنے اور استراحت پر نہ مجبور ہوتا ہے نہ تھکاوٹ کو نیند اور اونگھ سے دور کرتا ہے اس لئے کہ نیند موت کی مانند ہے اور موت حیات کی نقیض ہے۔(روح البیان جلد ۲ ص۲۰)

عقیدہ: اس تقریر سے ثابت ہوا کہ جیسے اللہ تعالیٰ کو موصوف بصفاتِ الکمال ماننا ضروری ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کو ہر نقصان کی صفات سے منزہ ماننا لازم ہے۔

تمام آسمان وزمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے

حضرتِ موسیٰ علیہ السلام نے خواب کی حالت میں ملائکہ سے پوچھا کہ کیا ہمارا رب سوتا بھی ہے ؟ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کی طرف وحی بھیجی کہ موسیٰ علیہ السلام کو جگاؤ، ایسے ہی تین بار فرمایا پھر فرمایا اسے مت سونے دو۔ جب موسیٰ علیہ السلام جاگے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پانی کی بھری ہوئی دو بوتلیں دونوں ہاتھوں میں تھامئے۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے ان بوتلوں کو ہاتھ میں لے لیا تو آپ علیہ السلام کو نیند کا غلبہ ہوا جس کی وجہ سے آپ کے ہاتھوں سے دونوں بوتلیں گر کر ٹوٹ گئیں اور آپ علیہ السلام کی آنکھ کھل گئی، اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ میں نے اپنی قدرت سے آسمانوں اور زمینوں کو تھاما ہوا ہے اگر مجھے نیند آجائے تو پھر تیری بوتلوں کی طرح تمام آسمان وزمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔(روح البیان جلد ۲ ص ۲۰)

حدیث شریف: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
بے شک اللہ عزوجل نیند نہیں کرتا اور نہ ہی اس کی شان کے لائق ہے کہ وہ نیند کرے۔

شرحِ حدیث: حضرتِ ابن الملک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ اس حدیث میں بیان ہے کہ اللہ تعالی پر نیند کا وقوع محال ہے اس لئے کہ نیند ایک عجز ہے اور اللہ تعالی عجز سے پاک ہے۔(روح البیان جلد ۲ ص ۲۰)

اللہ کا مخلوق ہونا محال ہے

مخلوق عربی زبان کا لفظ ہے جو خَلَقَ یَخْلُقُ سے بنا ہے بمعنی پیدا کیا ہوا بنایا ہوا، اور یہ بات ظاہر و باہر ہے کہ اللہ کو کسی نے پیدا نہیں کیا جیسے کہ سورۃ الاخلاص میں ہے وَلَمْ یُوْلَدْ یعنی اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اسی نے تمام چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے جیسے کہ پارہ ۱۱ سورہ یونس کی آیت نمبر ۶ میں ارشاد ہوا:

اِنَّ فِی اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَّقُوْنَ ﴿۶﴾

ترجمہ کنزالایمان: بیشک رات اور دن کا بدلتا آنا اور جو کچھ اللہ نے آسمانوں اور زمین میں پیدا کیا ان میں نشانیاں ہیں ڈر والوں کے لئے۔

لہٰذا اللہ عزوجل خالق ہوا مخلوق نہیں۔

اور دوسری بات یہ کہ مخلوق کسی نہ کسی کی محتاج ہوتی ہے جبکہ اللہ عزوجل کسی کا محتاج نہیں جیسے کہ سورۃ الاخلاص میں ہے اَللّٰهُ الصَّمَدُ یعنی اللہ بے نیاز ہے وہ کسی کا محتاج نہیں۔

کیا اللہ تعالی جھوٹ بول سکتا ہے؟(معاذ اللہ)

بیان کردہ تمام مضامین سے بخوبی پتہ چلا کہ اللہ تعالی تمام عیوب ونواقص سے پاک اور تمام صفاتِ کمالیہ کا جامع ہے،اور جھوٹ بولنا ایک عیب ہے تو کیونکر اللہ تعالی اس سے پاک نہ ہو چنانچہ اس ضمن میں آقا اعلی حضرت علیہ رحمۃ اللہ العزت فرماتے ہیں:

مسلمان جس کے دل میں اس کے رب کی عظمت اور اس کے کلام کی تصدیق ہو اگر کچھ بھی سمجھ رکھتاہے تو اس کے لئے یہی دو حرف کافی ہیں،اول یہ کہ کذب ایسا گندا ناپاک عیب ہے جس سے ہر تھوڑی ظاہری عزّت والا بھی بچنا چاہتا ہے اور ہر بھنگی چمار بھی اپنی طرف اس کی نسبت سے عار رکھتا ہے،اگر وہ اللہ عزوجل جلالہ کے لئے ممکن ہوا تو وہ عیبی ناقص ملوث گندہی گھناؤئی نجاست سے آلودہ ہو سکے گا،کیا کوئی مسلمان اپنے رب پر ایسا گمان کر سکتا ہے،مسلمان تو مسلمان کہ اس کے لئے اسکے رب کی امان،ادنٰی سمجھ وال یہودی نصرانی بھی ایسی بات اپنے رب کی نسبت گوارانہ کرے گا،پاکی ہے اسے جس کے سراپردہ عزت و جلال کے گرد کسی عیب و نقص کا گزر قطعا محال بالذات ہے،جس کی عظمت و قدوسیت کو ہر لوث و آلودگی سے بالذات منافات ہے۔ شرح مقاصد میں ہے: الکذب محال باجماع العلماء لان الکذب نقص باتفاق العقلاء وھو علی اللہ تعالٰی محال ۔ یعنی جُھوٹ باجماعِ علماء محال ہے کہ وُہ بالاتفاق عقلا عیب ہے اور عیب اللہ تعالٰی پر محال۔

(شرح المقاصد المبحث االسادس فی انہ تعالٰی متکلم دارالمعارف النعمانیہ لاہور ۱۰۴/۲)

نیز صاحبِ شرح مقاصد جملہ اہلسنت کے عقائد اجماعیہ میں فرماتے ہیں: طریقة اهل السنة ان العالم حادث و الصانع قدیم متصف بصفات قدیمة و الا یصح علیه الجهل ولا الکذب ولا النقص ۔ یعنی اہلسنت کا مذہب یہ ہے کہ تمام جہان حادث ونو پیدا ہے، اور اس کا بنانے والا قدیم اور صفاتِ قدیمہ سے موصوف ہے، نہ اس کا جہل ممکن ہے نہ کذب ممکن ہے نہ اس میں کسی طرح کے عیب و نقص کا امکان ہے۔

(شرح المقاصد فصل ثالث مبحث ثامن دارالمعارف النعمانیہ لاہور ۲/۲۷۰)

دوم یہ کہ جب اس کا کذب ممکن ہو تو اس کا صدق ضروری نہ رہا، جب اس کا صدق ضروری نہ رہا تو اس کی کون سی بات پر اطمینان ہو سکے گا، ہر بات میں احتمال رہے گا کہ شاید جُھوٹ کہہ دی ہو، جب وُہ جُھوٹ بول سکتا ہے تو اس یقین کا کیا ذریعہ ہے کہ اس نے کبھی نہ بولا، کیا اس کسی کا ڈر ہے یا اس پر کوئی حاکم و افسر ہے جو اسے دبائے گا اور جو بات وہ کر سکتا ہے نہ کرنے دے گا، ہاں ذریعہ صرف یہی ہو سکتا تھا کہ خود اس کا وعدہ ہو کہ ہمیشہ سچ بولوں گا یا اس نے فرمادیا ہے کہ میرا سب باتیں سچی ہیں مگر جب اس کا جھوٹ ممکن ٹھہرالو تو سرے سے اس وعدہ و فرمان ہی کے صدق پر کیا اطمینان رہا، ہو سکتا ہے کہ پہلا جُھوٹ یہی بولا ہو، غرض معاذاللہ اس کا کذب ممکن مان کر دین و شریعت واسلام و ملّت کسی کا اصلاّ پتا نہیں لگا رہتا، جزاو سزا و جنت و نارہ حساب و کتاب و حشر و نشر کسی پر ایمان کا کوئی ذریعہ نہیں رہتا، تعالٰی اللہ عما یقولون الظلمون علوا کبیرا۔ اللہ تعالٰی بہت بلند ہے اس سے جو ظالم کہتے ہیں۔

علاّمہ سعد الدین تفتازانی شرح مقاصد میں فرماتے ہیں: الکذب فی اخبار اللہ تعالیٰ فیہ مفاسد لا تحصی و مطاعن فی الاسلام لا تخفی، منھا مقال الفلاسفۃ فی المعاد ومجال الملاحدۃ فی العناد وبطلان ماعلیہ الاجماع من القطع بخلود الکفار فی نار فمع صریح اخبار اللہ تعالیٰ بہ ، فجواز عدم وقوع مضمون ھٰذا الخبر محتمل ولما کان ھٰذا باطلا قطعا علم ان القول بجواز الکذب جی اخبار اللہ تعالیٰ باطل قطعا۔

ترجمہ: اخبارِالٰہیہ میں امکان کذب ماننے سے بے شمار خرابیاں اور اسلام میں ایسے طعنے سر اٹھائیں گے جو پوشیدہ نہیں منجملہ ان کے معاد کے بارے میں فلاسفہ کا کلام، عناد پر مبنی بے دینوں کی جسارت اور کفار کے ہمیشہ جہنم میں رہنے جیسے اجماعی نظریات کا بطلان ہے باوجودیکہ اس بارے میں اللہ تعالٰی کی تصریح وارد ہے، چناچہ اس خبر کے مضمون کے عدم وقوع کا جائز ہونا محتمل ہوا، اور جب یہ قطعاباطل ہے تو معلوم ہُوا کہ اخبار الٰہیہ میں امکان کذب کا قول قطعاباطل ہے۔(فتاوی رضویہ جلد ۱۵ ص ۴۵۲۔۴۵۴)

(شرح المقاصد المحث الثانی عشر دارالمعارف النعمانیہ لاہور ۲/۲۳۸)

اللہ تعالٰی جھوٹ سے پاک ہے اللہ تعالٰی کی طرف جھوٹ بولنے کی نسبت قطعی کفر ہے اور یہ کہنا کہ ”جھوٹ بول سکتا ہے“ یہ بھی کفر ہے۔ تفصیل کیلئے فتاوی رضویہ کی ۱۵ویں جلد میں موجود اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰنْ کی کتاب ”سُبْحٰنُ السُّبُوْحِ عَنْ کِذْبِ عَیْبٍ مَقْبُوْحٍ“(جھوٹ جیسے بد ترین عیب سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پاک ہونے کا بیان) اور ”دَامَانِ بَاغِ سُبْحٰنُ السُّبُوْح“(رسالہ سُبْحٰنُ السُّبُّوح کے باغ کا دامن) کا مطالعہ فرمائیں۔

اللہ احکم الحاکمین ہے

پارہ ۳۰ سورۃ التین کی آخری دو آیتوں میں کافر کو مخاطب کر کے ارشاد ہوا:

فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ؕ ﴿۷﴾ ترجمہ کنزالایمان: تو اب کیا چیز تجھے انصاف کے جھٹلانے پر باعث ہے۔

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۠ ﴿۸﴾ ترجمہ کنزالایمان: کیا اللہ سب حاکموں سے بڑھ کر حاکم نہیں۔

یعنی اس بیانِ قاطع وبرہانِ ساطع کے بعد اے کافر تو اللہ تعالیٰ کی یہ قدرتیں دیکھنے کے باوجود کیوں بعث وحساب وجزا کا انکار کرتا ہے۔(خزائن العرفان)

سورۃ التین کی تلاوت کرنے کے متعلق حدیثِ پاک

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور پُر نور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَ سَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ''جو سورۂ ''وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ'' پڑھتے ہوئے ''اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ'' پڑھے تو اسے چاہئے کہ وہ یہ کہے ''بَلٰى وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ'' یعنی کیوں نہیں، یقیناہے اور میں اس بات پر گواہوں میں سے ہوں۔

(ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ والتین، ۵ / ۲۳۰، الحدیث: ۳۳۵۸)

اللہ ربُّ العٰلمین کی توہین کے مُتعلِّق کُفریات کی مثالیں

(۱)۔۔۔''اللہ تو ہمارے لئے ''ڈائز فام ۸۰ کی گولی'' کھا کر سو گیا ہے۔'' یہ کہنا صریح کفر ہے۔

(۲)۔۔۔پیار ایسا ہے کہ خدا کو بھی حیرت ہے۔ یہ کلِمۂ کفر ہے۔

(۳)۔۔۔فُلاں کی حرکتوں سے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ بھی پریشان ہے یا(۴) فُلاں کو پیدا کرکے تو اللہ تعالیٰ بھی پچھتا رہا ہے یہ دونوں صریح کفریات ہیں۔

(۵)۔۔۔"وہ تو اللہ کے پیچھو اڑے رہتا ہے" یہ کلمۂ کفر ہے۔

(۶)۔۔۔خدا کو مخلوق کہنا(۷)خدا کا بندہ بننے سے انکار کرنا(۸)خدا کی نفی(یعنی انکار)یہ تینوں صریح کلماتِ کُفر ہیں۔(فتاوٰی رضویہ ج۱۵ ص۲۷۸)

(۹)۔۔۔کسی شخص سے کہنا کہ "تُو خدا کو بھول جا" کفر ہے۔(فتاوٰی رضویہ ج۱۵ ص۲۷۸)

(۱۰)۔۔۔"رب رُوٹھتا ہے تو رُوٹھے میرا محبوب مجھ سے نہ رُوٹھے۔" یہ کلِمۂ کفر ہے۔ اِس طرح کے جُملے عام طور پر فلمی گانوں میں استِعمال ہوتے ہیں۔ معنیٰ جاننے کے باوُجُود لوگ ایسے گانے بخوشی چلاتے اور سنتے ہیں ان سب پر بھی حکمِ کفر ہے۔

(۱۱)۔۔۔یہ کہنا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ خطا کرتا ہے۔

(۱۲)۔۔۔یہ کہنا کہ اس میں کوئی نَقص(یعنی خامی)ہے۔ یہ دونوں کُفرِیات ہیں۔

(۱۳)۔۔۔اللہ عَزَّوَجَلَّ کے کسی شے میں حُلول کرنے کا عقیدہ کفریہ ہے۔

(۱۴)۔۔۔جو کہے:"اللہ عَزَّوَجَلَّ نے میری بیماری اور بیٹے کی مَشَقّت کے باوُجُود اگر مجھے عذاب دیا تو اُس نے مجھ پر ظلم کیا۔" یہ کہنا کفر ہے۔(البَحرُ الرَّائق ج۵ ص۲۰۹)

(۱۵)۔۔۔جو کہے:"اے اللہ! مجھے رِزق دے اور مجھ پر تنگدستی ڈال کر ظلم نہ کر۔" ایسا کہنا کفر ہے۔(فتاوٰی خانیہ ج۳ ص ٤٦٧)

(۱۶)۔۔۔اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف ظلم کی نسبت کرنا، اسے ظالِم کہنا کفر ہے۔

(فتاوٰی امجدیہ ج٤ ص٤٣٢)

(۱۷)۔۔۔جو شخص کہے:"اللہ جانتا ہے کہ یہ کام میں نے نہیں کیا حالانکہ (اس کو معلوم ہے کہ)وہ کام اس نے کیا ہے۔"تو اُس پر حکمِ کفر ہے۔(منح الروض الازھر لِلقاری ص٥١١)

اس طرح کا جملہ مسجد میں آکر سُوال کرنے والے اور اس کے علاوہ کئی مَواقِع پر بکثرت استعمال ہوتا ہے بلکہ بعض لوگوں کا تو یہ "تکیہ کلام"ہوتا ہے۔ سچّی بات میں اگر کہا تو حرج نہیں تاہم اس طرح کہنے کی عادت نکال دینا مناسب ہے کہ عادت ہوئی تو جھوٹی بات پر بھی منہ سے نکل سکتا ہے۔

(۱۸)۔۔۔اللہ عَزَّوَجَلَّ کو کسی بھی شئے یا کسی ذات کا محتاج کہنا کفر ہے۔

(۱۹)۔۔۔"اگر قِیامت میں اللہ عَزَّوَجَلّ حق کے ساتھ فیصلہ کریگا تو میں تم سے اپنا حق لے لوں گا۔"اِس طرح کہنا کفر ہے۔(عالمگیری ج٢ ص ٢٥٩) کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کے حق کے ساتھ فیصلہ کرنے میں شک کا اظہار ہے۔

(۲۰)۔۔۔کسی زَبان دراز آدمی سے کہا:"خدا تمہاری زَبان کا مقابلہ نہیں کر سکتا میں کیسے کر سکوں گا۔"یہ کہنا کفر ہے۔(بہارِ شریعت حصّہ٩ص١٨٠)

(۲۱)۔۔۔ایک نے دوسرے سے کہا: اپنی عورَت کو قابو میں کیوں نہیں رکھتا؟ اُس نے کہا:"عورَتوں پر خُدا کو تو قدرت ہے نہیں، مجھے کہاں سے ہو گی!"یہ کہنا کفر ہے۔

(بہارِ شریعت حصّہ ٩ ص١٨٠)

(۲۲)۔۔۔"ارے یہ تو اِتنا چالاک ہے کہ خدا کو بھی دھوکہ دیدے" یہ کَلِمۂ کفر ہے۔

(۲۳)۔۔۔ایک نے دوسرے پر ظُلم کیا، مظلوم نے کہا: خدا نے یِہی مُقدّر کیا تھا۔ ظالم نے کہا: "میں اللہ کے مقَدَّر کئے بِغیر کرتا ہوں۔" یہ کُفر ہے۔

(بہارِ شریعت حصّہ۹ ص۱۸۰، عالمگیری ج۲ ص۲۶۱)

(۲۴)۔۔۔اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نام کی تَصغیر (تَص۔غِیر) کرنا کُفر ہے، جیسے کسی کا نام عبدُ اللہ یا عبد الخالق یا عبدُ الرحمٰن ہو، اُسے پکارنے میں آخِر میں الفؔ وغیرہ ایسے حُرُوف مِلا دیں جس سے تَصغیر سمجھی جاتی ہے۔(بہارِ شریعت حصّہ ۹ ص۱۸۰، اَلْبَحْرُ الرَّائِق ج۵ ص۲۰۳)

تَصغیر کا مطلب ہے کسی شے کو چھوٹا کر کے بیان کرنا، جیسے کتاب سے کِتابچہ، مکھ سے مُکھڑا، کمر سے کمریا، روپیہ سے رُپلّی، آنکھ سے اَنکھڑی، نگر سے نگری یا نگریا وغیرہ وغیرہ۔ صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علامہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: بعض اسمائے اِلٰہِیّہ جن کا اِطلاق (یعنی بولا جانا) غیرُ اللہ (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا دوسروں) پر جائز ہے ان کے ساتھ نام رکھنا جائز ہے جیسے علی، رشید، کبیر، بدِیع۔ کیونکہ بندوں کے (رکھے جانے والے ان) ناموں میں وہ معنیٰ مُراد نہیں جن کا ارادہ اللہ تعالیٰ پر اِطلاق کرنے (یعنی بولے جانے) میں ہوتا ہے اور ان ناموں میں اَلِف ولام ملا کر بھی نام رکھنا جائز ہے مَثَلًا اَلعلی، اَلرَّشید، ہاں اس زمانے میں چونکہ عوام میں ناموں کی تَصغیر کرنے کا بکثرت رَواج ہو گیا ہے لہٰذا جہاں ایسا گمان ہو ایسے نام (رکھنے) سے بچنا ہی مُناسِب ہے۔ خُصُوصاً جب اسمائے الٰہِیَّہ کے ساتھ عَبد کا لفظ ملا کر نام رکھا گیا مَثَلًا عبدُ الرّحیم، عبدُ الکریم، عبدُ العزیز کہ یہاں مُضاف

اِلیہ سے مُراد اللہ تعالیٰ ہے اور ایسی صورت میں تَصغیر اگر قصداً ہوتی تو معاذَ اللہ کُفر ہوتی کیونکہ یہ اس شخص کی تصغیر نہیں بلکہ معبودِ برحق جَلَّ جَلالُہٗ کی تَصغیر ہے مگر عوام اور ناواقِفوں کا یہ مقصد یقیناً نہیں ہے اسی لیے وہ حکم نہیں دیا جائے گا بلکہ ان کو سمجھایا اور بتایا جائے اور ایسے موقع پر ایسے نام ہی نہ رکھے جائیں جہاں یہ اِحتِمال (یعنی گمان) ہو۔

(بہارِ شریعت حصّہ ١٦ ص ٢٤٥ مکتبۃ المدینہ ،دُرِّمُختار ، رَدُّالْمُحتار ج٩، ص٦٨٨)

(٢٥)۔۔۔اللہ عَزَّوَجَلَّ کیلئے یہ ماننا کہ وہ سوتا(٢٦)۔۔۔اُونگھتا اور (٢٧)۔۔۔بہکتا ہے کُفر ہے۔ (فتاوٰی رضویہ ج ١٥ ص ١٨٣)

(٢٨)۔۔۔جو شخص دنیا میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے کلامِ حقیقی کا مُدَّعی (دعویدار) ہو کافر ہے۔(فتاوٰی رضویہ ج ١٥ ص ١٨٦)

(٢٩)۔۔۔یہ کہنا کہ "اللہ تعالیٰ کا علم قدیم نہیں ہے۔" کفر ہے۔

(فتاوٰی عالمگیری ج٢ ص ٢٦٢)

(٣٠)۔۔۔جو اللہ کے لئے باپ یا(٣١)۔۔۔بیوی یا(٣٢)۔۔۔بیٹا مانے وہ کافر ہے اور جو ممکن کہے وہ گمراہ بد دین ہے۔(بہارِ شریعت حصّہ اول ص١٨)

(٣٣)۔۔۔اگر ضروریاتِ دین سے کسی چیز کا منکر ہو تو کافر ہے۔ جیسے یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ اَجسام کے مانند جسم ہے۔یا کہے:"جیسے ہمارے ہاتھ یا پاؤں ہیں ایسے ہی جسم کے ٹکڑے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے بھی ہیں۔ (دُرِّمُختار ج٢ ص ٣٥٨)

(۳۴)۔۔۔اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف جہالت یا(۳۵)۔۔۔عِجز(یعنی مجبور ہونا)یا(۳۶) ۔۔۔نَقص(یعنی خامی)کی نسبت کرنا کُفر ہے۔(اَلْبَحْرُ الرَّائِق ج۵ ص۲۰۲)

(۳۷)۔۔۔"خدا سے چھین لاؤں گا" کہنا کلِمۂ کفر ہے۔(۳۸)۔۔۔یہ کہنا:"چھوڑ و یار! خدا سے ہم خود ہی نِمٹ لیں گے۔" یہ کلِمۂ کفر ہے۔

(۳۹)۔۔۔جو کہے کہ مَعدوم(یعنی جو ابھی وُجود میں نہیں آئی ایسی) شے اللہ تعالیٰ کو معلوم نہیں وہ کافِر ہے۔(اَلْبَحْرُ الرَّائِق ج۵ ص ۲۰۳)

(۴۰)۔۔۔جس نے کہا:"اگر اللہ تعالیٰ مجھے فُلاں کے ساتھ جنّت میں داخِلے کا حکم کریگا تو میں نہیں جاؤں گا۔" کہنے والا کافر ہے۔(منح الروض ص ۵۲۲)

(۴۱)۔۔۔کسی نے کہا:"اگر اللہ تعالیٰ نے فُلاں کے بِغیر جنّت دی تو میں جنّت میں نہ جاؤں گا یا(۴۲)۔۔۔کہا:" اگر اللہ تعالیٰ نے فُلاں عمل کی وجہ سے جنّت دی تو میں جنّت میں نہ جاؤں گا" ایسے پر حکمِ کفر ہے۔(مَجْمَعُ الْاَنْھُر ج۲ ص ۵۰۹)

(۴۳)۔۔۔ایک شخص نے دوسرے شخص سے کہا:"اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ بھی تیری سِفارش کرے تو میں اُس کی سِفارش قَبول نہیں کروں گا۔" ایسا کہنا کفر ہے۔

(۴۴)۔۔۔"اگر خدا بھی مجھے اس کام کا حکم دیتا تو میں نہ کرتا۔" یہ کہنا کفر ہے۔
(عالمگیری ص ۲۵۸)

میرے آقا اعلیٰ حضرت امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن اس مسئلے کے تحت فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں اور اگر اس سے یہ مراد لی جائے کہ اس کام کا کرنا مجھ پر بہت بھاری ہے اس

حیثیت سے کہ اگر یہ کام اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے نازل کیا ہوا فرض ہوتا تو بھی میرا نفس مجھے اس کے کرنے سے ضرور منع کرتا تو اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی۔

(مترجم حاشیہ عالمگیری باب احکام المرتدین ص۲٤)

(۴۵)۔۔۔دو آدمیوں میں لڑائی ہوئی، کسی نے کہا: صُلح کرلو۔ اِس پر اُس نے کہا: تم تو کیا اگر خدا کہے تب بھی صُلح نہیں کروں گا۔ یہ کلِمۂ کُفر ہے۔

(۴۶)۔۔۔ایک نے دوسرے سے کہا: میں اور تم خدا کے حکم کے مُوافِق کام کریں۔ دوسرے نے کہا: "میں خدا کا حکم نہیں جانتا یا (۴۷)۔۔۔کہا: یہاں کسی کا حکم نہیں چلتا" کہنے والا کافر ہے۔ (بہارِ شریعت حصّہ۹ ص ۱۷۹)

میرے آقا اعلیٰ حضرت امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فرماتے ہیں: یہ کلمہ "خدا کا حکم نہیں جانتا" جب مطلق کہا جائے اور اس سے مراد استخفاف (ہلکا جاننا) و توہینِ حکمِ خدا ہو تو اس کے کفر ہونے میں کوئی شک نہیں ہاں اگر اس نے اس کے حقیقی معنی مراد لئے جو شریعت کو نہ جاننے کے ہیں تو کفر نہیں اور جب اس (یعنی کہنے والے) کی مراد معلوم نہیں تو تکفیر نہ کرنے میں حفاظت ہے اگرچِہ زیادہ ظاہر اس سے اِستخفاف (یعنی ہلکا جاننا۔ توہین) ہی ہے۔

(مترجم حاشیہ عالمگیری باب احکام المرتدین ص۲۵)

(۴۸)۔۔۔"میرے ظلموں سے تجھے خدا بھی نہیں بچائے گا۔" یہ کہنا کفر ہے۔

(۴۹)۔۔۔کسی شخص سے کہا گیا: "اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رِضا طلب کرو۔" اُس نے جواب دیا: "مجھے نہیں چاہیئے۔" جواب دینے والے پر حکمِ کفر ہے۔ (منح الروض ص ۵۲۲)

(۵۰)۔۔۔کسی نے اپنے محسن کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا: "اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو جزائے خیر دے" محسن بولا: مجھے جزائے خیر نہیں چاہئے۔ محسن پر حکمِ کفر ہے۔

(ماخوذ: کفریہ کلمات کے بارے میں سوال وجواب ص ۱۳۲۔۱۴۱)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ ! اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

نبی اور رسول

تنبیہ: مسلمان کے لیے جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا جاننا ضروری ہے، کہ کسی ضروری کا انکار یا محال کا اثبات اسے کافر نہ کر دے، اسی طرح یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ نبی کے لیے کیا جائز ہے اور کیا واجب اور کیا محال، کہ واجب کا انکار اور محال کا اقرار موجب کُفر ہے اور بہت ممکن ہے کہ آدمی نادانی سے خلاف عقیدہ رکھے یا خلاف بات زبان سے نکالے اور ہلاک ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ نے خلق کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے جن پاک بندوں کو اپنے احکام پہنچانے کے واسطے بھیجا ان کو "نبی" کہتے ہیں، انبیاء علیہم السلام وہ بشر ہیں جن کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آتی ہے۔ یہ وحی کبھی فرشتہ کی معرفت آتی ہے کبھی بے واسطہ۔ انبیاء علیہم السلام گناہوں سے پاک ہیں ان کی عادتیں، خصلتیں نہایت پاکیزہ ہوتی ہیں۔ ان کا نام، نسب، جسم، قول، فعل، حرکات، سکنات سب سے اعلیٰ درجہ کے اور نفرت انگیز باتوں سے پاک ہوتے ہیں، انھیں اللہ تعالیٰ عقل کامل عطا فرماتا ہے۔ دنیا کا بڑے سے بڑا عقلمند ان کے عقل کے کروڑویں درجہ تک بھی نہیں پہنچ سکتا۔ انہیں اللہ تعالیٰ غیب پر مطّلع فرماتا ہے وہ رات دن اللہ تعالیٰ کی اطاعت۔ وعبادت میں مشغول رہتے ہیں اور بندوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم پہنچاتے اور اس کا رستہ دکھاتے ہیں۔ نبوّت بہت بلند اور بڑا مرتبہ ہے۔ کوئی شخص عبادت وغیرہ سے حاصل نہیں کر سکتا، چاہے عمر بھر روزہ دار رہے، رات بھر سجدوں میں رویا کرے، تمام مال و دولت خدا

کی راہ میں صدقہ کر دے، اپنے آپ بھی اس کے دین پر فدا ہو جائے مگر اِس سے نبوت نہیں پا سکتا۔ نبوت اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے۔

نبی کی فرمانبرداری فرض ہے۔ انبیاء علیہم السلام تمام مخلوق سے افضل ہیں ان کی تعظیم و توقیر فرض اور ان کی ادنیٰ توہین یا تکذیب کفر ہے۔ آدمی جب تک ان سب کو نہ مانے مومن نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ کے دربار میں انبیاء علیہم السلام کی بہت عزّت اور مرتبت ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے پیارے ہیں۔

ان انبیاء علیہم السلام میں سے جو نئی شریعت لائے ان کو رسول کہتے ہیں۔ تمام انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں جیسے دنیا میں تھے ایک آن کے لئے ان پر موت آئی پھر زندہ ہو گئے۔ دنیا میں سب سے پہلے آنے والے نبی آدم علیہ السلام ہیں جن سے پہلے آدمیوں کا سلسلہ نہ تھا۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اپنی قدرت کاملہ سے بے ماں باپ کے پیدا کیا اور اپنا خلیفہ بنایا اور علمِ اسماء عنایت کیا۔ ملائکہ کو ان کے سجدے کا حکم کیا۔ انہیں سے انسانی نسل چلی۔ تمام آدمی انہیں کی اولاد ہیں۔

انبیاء اور رسولوں کو بھیجنے کی حکمت

اللہ عزوجل نے انبیاء اور رسولوں کو دنیا میں بھیجا تاکہ وہ اللہ عزوجل کے احکام اس کی مخلوق تک پہنچائیں اور بندے ان پر عمل کر کے ہدایت و نجات کی راہ پائیں۔

(شرح عقائد نسفیہ ص۸۱)

انبیاء علیہم السلام کے رتبے

انبیاء علیہم السلام کے مراتب میں فرق ہے۔ بعضوں کے رتبے بعضوں سے اعلیٰ ہیں۔ سب سے بڑا رُتبہ ہمارے آقا و مولیٰ سیّد الانبیاء محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم خاتِمُ النبیّین ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نبوت کا سلسلہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر ختم فرمادیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی۔ جو شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد کسی کو نبوت ملنا جائز سمجھے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام کو جو کمالات جدا جدا عنایت ہوئے وہ سب اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات عالی میں جمع فرمادیئے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے خاص کمالات بہت زائد ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔ خدا کی راہ انبیاء علیہم السلام ہی کے ذریعے ملتی ہے اور انسان کی نجات کا دارو مدار انہیں کی فرمانبرداری پر ہے۔ (کتاب العقائد ص۱۷)

ہمارا رب ایسا ہے

مسلمانو! ہمارا رب: اَللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہے

مسلمانو! ہمارا رب: اَلۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ وہ آپ زندہ اور اوروں کا قائم رکھنے والا۔ ہے

مسلمانو! ہمارا رب: لَا تَاۡخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّ لَا نَوۡمٌ اسے نہ اونگھ آئے نہ نیند۔ ہے

مسلمانو! ہمارا رب: لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ ہے

مسلمانو! ہمارا رب: مَنۡ ذَا الَّذِیۡ یَشۡفَعُ عِنۡدَہٗۤ اِلَّا بِاِذۡنِہٖ وہ کون ہے جو اس کے یہاں سفارش کرے بے اس کے حکم کے۔ ہے

مسلمانو! ہمارا رب: یَعۡلَمُ مَا بَیۡنَ اَیۡدِیۡھِمۡ وَ مَا خَلۡفَھُمۡ جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے۔ ہے

مسلمانو! ہمارا رب: وَ لَا یُحِیۡطُوۡنَ بِشَیۡءٍ مِّنۡ عِلۡمِہٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ اور وہ نہیں پاتے اس کے علم میں سے مگر جتنا وہ چاہے۔ ہے

مسلمانو! ہمارا رب: وَسِعَ کُرۡسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ اس کی کرسی میں سمائے ہوئے ہیں آسمان اور زمین۔ ہے

مسلمانو! ہمارا رب: وَ لَا یَـُٔوۡدُہٗ حِفۡظُھُمَا اور اسے بھاری نہیں ان کی نگہبانی۔ ہے

مسلمانو! ہمارا رب: وَ ھُوَ الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ ﴿۲۵۵﴾ اور وہی ہے بلند بڑائی والا۔ ہے

فرشتے کیا ہیں؟

فرشتے اللہ کے ایماندار، مکرّم بندے ہیں جو اس کی نافرمانی کبھی نہیں کرتے ہیں۔ ہر قسم کے گناہ سے معصوم ہیں۔ ان کے جسم نورانی ہیں، اور وہ نہ کچھ کھاتے ہیں، نہ پیتے ہیں۔ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ قدرت دی ہے کہ وہ جو شکل چاہیں اختیار کریں۔ (کتاب العقائد ص ۲۲)

ملائکہ کی قوت

ملائکہ کو اللہ تعالیٰ نے بڑی قوت عطا فرمائی ہے وہ ایسے کام کر سکتے ہیں جسے لاکھوں آدمی مل کر بھی نہیں کر سکتے۔ ان میں چار فرشتے بہت عظمت رکھتے ہیں۔ حضرت جبرائیل، حضرت میکائیل، حضرت اسرافیل، حضرت عزرائیل علیہم السلام۔ (کتاب العقائد ص ۲۳)

ملائکہ پر ایمان لانے کی حکمت

ملائکہ پر ایمان اس حیثیت سے ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مکرم بندے ہیں، وہی اللہ اور رسولوں کے درمیان وسیلہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے کتابیں لے کر انبیاء علیہم السلام کی خدمت میں پیش کرتے ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ سے وحی لے کر حضراتِ انبیاء علیہم السلام کے حضور میں لاتے ہیں۔ (روح البیان جلد ۲ ص ۱۳۵)

تمام رسولوں، فرشتوں اور کتابوں پر ایمان

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن سے سوال ہوا کہ کتنے فرشتوں پر ایمان لانا چاہیے؟ تو آپ نے فرمایا: جتنے ملائکہ ہیں سب پر ایمان لانا ضروری ہے۔ فرماتا ہے:

كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓىٕكَتِهٖ۔ **ترجمۂ کنزالایمان:** سب نے مانا اللہ اور اسکے فرشتوں کو۔ (پ۳، البقرہ: ۲۸۵)

کوئی تعداد مقرر نہ فرمائی۔ تمام فرشتوں پر ایمان لانا ضروری ہے، جس طرح "وَکُتُبِہٖ" فرمایا گیا۔ تمام کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔

(تفسیر کبیر، البقرۃ، تحت الایۃ ۲۸۵، ج ۳، ص ۱۰۷ تا ۱۰۹، ملخصًا)

کتابوں میں چار کے نام معلوم ہیں اور ان کے سوا اور صُحف نازل ہوئے (جن کی حتمی تفصیل معلوم نہیں لھٰذا) یہی کہنا چاہیے کہ ہم تمام کتابوں پر ایمان لائے۔ اِسی طرح فرمایا "وَرُسُلِہٖ" یہاں بھی تمام رسولوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اِسی طرح جتنے ملائکہ ہیں سب پر ایمان لازم ہے۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت ص ۴۴۰)

فرشتوں کی تعداد

حدیث میں ہے: آسمانوں میں چار اُنگل جگہ نہیں جہاں فرشتے نے سجدے میں پیشانی نہ رکھی ہو۔ (جامع ترمذی، کتاب الزہد، باب قول النبی ۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث ۲۳۱۹، ج ۴، ص ۱۴۱) فرمایئے !کس قدر فرشتے ہیں؟

وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ (پ۲۹، المدثر: ۳۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اور تیرے ربّ (عَزَّوَجَلَّ) کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

قلم بدلنے سے تحریر بدل جاتی ہے

قلم بدلنے سے تحریر بدل جاتی ہے۔ انگلی بدلنے سے تحریر بدل جاتی ہے۔ زبان بدلنے سے بندے بدل جاتے ہیں۔ کسی کے بیان سے لوگ بدل جاتے ہیں۔

جِنّات کا وُجود

اے عاشقانِ رسول! امیرِ اَہلسنّت دامت بَرَکاتُہُمُ العالیہ اپنے دلچسپ معلوماتی رسالے "جِنّات کی حِکایات" میں تحریر فرماتے ہیں، جِنّات آگ سے پیدا کئے گئے ہیں۔ یہ انسان کی طرح عاقِل اور اَرواح و اَجسام والے ہیں ان میں توالُد و تَناسُل (یعنی اولاد پیدا ہونا اور نَسل چلنا) ہوتا ہے، کھاتے پیتے جیتے مرتے ہیں۔ "بہارِ شریعت" میں ہے، "جِنّات کے وُجود کا انکار یا بدی کی قُوّت کا نام جِنّ یا شیطٰن رکھنا کُفر ہے"۔ جو لوگ مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنے کے باوُجود جِنّات کے وُجود کا انکار کردیتے ہیں ان کی خدمت میں عرض ہے کہ قرآنِ پاک میں تقریباً چھبّیس (۲۶) مَقامات پر جِنّات کا تذکرہ ہے اور ایک پوری سُورت کا نام ہی "سُورۃ الجِنّ" ہے۔ سورۂ رَحمٰن میں ارشاد ہوتا ہے:

وَ خَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ﴿۱۵﴾ (الرحمٰن : ۱۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جِنّ کو پیدا فرمایا آگ کے لُوکے سے (یعنی خالص بے دھوئیں کے شعلہ سے)

جِنّات کی اَقسام

حضرت علامہ عَینی رحمۃُ اللہ علیہ نے قرآنِ پاک اور احادیثِ مبارَکہ اور آثار میں غور و فکر کر کے جِنّات کی مزید اَقسام بیان فرمائی ہیں۔

(۱)۔۔۔ غول یا عِفرِیت: یہ سب سے خطرناک اور خبیث جنّ ہے، کسی سے مانوس نہیں ہوتا۔ جنگلات میں رہتا ہے عُمُوماً مسافِروں کو دکھائی دیتا ہے اور انہیں راستے سے بھٹکاتا ہے۔

(۲)۔۔۔ عذار: یہ مصر اور یَمَن میں پایا جاتا ہے اسے دیکھتے ہی انسان بے ہوش ہو جاتا ہے۔

(۳)۔۔۔ ولہان: سَمُندر کے اوپر جَزیروں میں رہتا ہے اس کی شَکل ایسی ہے جیسے انسان شُتر مرغ پر سَوار ہو۔ جو انسان جَزیروں میں جا پڑتے ہیں اُنہیں کھالیتا ہے۔

(۴)۔۔۔ شق: یہ انسان کے آدھے قد کے برابر ہوتا ہے سفر میں ظاہِر ہوتا ہے۔

(۵)۔۔۔ بعض جِنّات انسانوں سے مانوس ہوتے ہیں اور انہیں ایذا نہیں پہنچاتے۔

(۶)۔۔۔ بعض جِنّات کنواری لڑکیوں کو اُٹھالے جاتے ہیں۔

(۷)۔۔۔ بعض جِنّات کتّے اور چُھپکلی کی شکل میں ہوتے ہیں۔

(ملخص از، رسالہ: "جِنّات کی حکایات" ص ۱۰ مَطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

جن کو جن کیوں کہتے ہیں

شارح بخاری علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی رحمۃ اللہ الغنی لکھتے ہیں: لغت میں جن کا معنی ہے ستر اور خفا اور جن کو اسی لئے جن کہتے ہیں کہ وہ عام لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہوتا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں لوگ فرشتوں کو بھی جن کہا کرتے تھے کیونکہ وہ ان کی نگاہوں سے پوشیدہ ہوتے تھے۔ (عمدۃ القاری ج۔۱۔ص ٦۴۴)

جنات کس دن پیدا ہوئے

حضرت سیدنا ربیع بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے فرشتوں کو بدھ کے دن، جنات کو جمعرات کے دن اور سیدنا آدم علیہ السلام کو جمعہ کے دن پیدا کیا۔

(جامع البیان فی تاویل القرآن۔ج۔۱۔ص۲۳۷)

جنات کو انسان سے پہلے پیدا کیا گیا

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالی نے جنت کو جہنم سے پہلے، اپنی رحمت کی اشیاء کو اپنے غضب کی چیزوں سے پہلے، آسمان کو زمین سے پہلے، سورج و چاند کو ستاروں سے پہلے، دن کو رات سے پہلے، دریا کو خشکی سے پہلے، فرشتوں کو جنوں سے پہلے، جنوں کو انسانوں سے پہلے اور نر کو مادہ سے پہلے پیدا فرمایا۔ (کتاب العظمۃ ص۲۹۹)

جنات کا باپ کون ہے؟

حضرت سیدنا حسن رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: جس طرح حضرت آدم علیہ السلام تمام انسانوں کے باپ ہیں اسی طرح ابلیس تمام جنات کا باپ ہے۔ (کتاب العظمۃ ص۴۲۹)

جنات کی تعداد

حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ چوتھی زمین کے اوپر اور تیسری زمین کے نیچے اتنے جنات ہیں کہ اگر وہ تمہارے سامنے آجائیں تو تمہیں سورج کی روشنی دکھائی نہ دے۔(کتاب العظمۃ ص۴۱۷)

اور حضرت سیدنا عمرو بکالی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب انسان کا ایک بچہ پیدا ہوتا ہے تو جنات کے یہاں نو بچے پیدا ہوتے ہیں۔(جامع البیان۔ج۔۹۔ص۸۵)

اے عاشقانِ رسول! معلوم ہوا کہ انسانوں کے مقابلے میں جنات کی تعداد ۹ گنا ہے۔

کیا جنات بھی جنت میں جائیں گے؟

جنات کا جنت میں جانے ،نہ جانے کے متعلق اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک قول یہ بھی ہے کہ جنت کے آس پاس مکانوں میں رہیں گے جنت میں سیر کو آیا کریں گے۔ (عمدۃالقاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الجن۔۔۔۔۔الخ، ج۱۰، ص۶۴۵)

جنّت تو جاگیر ہے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی، اور وہ اُن کی اولاد میں تقسیم ہوگی۔
(ملفوظاتِ اعلی حضرت ص۵۳۶)

ہمزاد کون ہوتا ہے؟

میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام اَحمد رضا خان عَلَیْہِ رحمۃُ الرَّحمٰن فتاوٰی رضویہ جلد ۲۱ صَفْحَہ ۲۱۶ تا ۲۱۷ پر فرماتے ہیں: ہمزاد از قسم شیاطین ہے، وہ شیطان کہ ہر وقت آدمی کے ساتھ رہتا ہے وہ مُطْلَقاً کافِر ملعونِ اَبَدی ہے سوا اُس کے جو حضورِ اقدس صلّی اللہ

تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضِر تھا وہ برَکتِ صُحبتِ اقدس سے مسلمان ہو گیا۔ صحیح مسلم میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرماتے ہیں: لوگو! تم میں کوئی شخص نہیں کہ جس کے ساتھ ہمزاد جِنّ اور ہمزاد فرشتہ نہ ہو۔ لوگوں نے عرض کی اے اللہ تعالیٰ کے رسول! (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کیا آپ کے ساتھ بھی ہے؟ ارشاد فرمایا کہ ہاں میرے ساتھ بھی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے میری مدد فرمائی کہ وہ (ہمزاد شیطان) مسلمان ہو گیا لہٰذا وہ مجھے سوائے بھلائی کے کچھ نہیں کہتا۔

(صحیح مسلم ص ١٥١٢ حدیث ٢٨١٤)

مزید معلومات کیلئے فتاوٰی رضویہ جلد ٢١ صَفْحَہ ٢١٦ تا ٢١٩ کا مُطالَعہ فرمایئے۔

علما دین کی زینت ہیں

علما دین کی زینت ہیں۔ اس کی شرح دیکھنی ہے

جس طرح ستارے آسمان کی زینت ہیں اسی طرح علما دین کی زینت ہیں۔

جس طرح فرشتے شیاطین دور کرتے ہیں اسی طرح علما وساوس واعتراضات کو دور کرتے ہیں۔

آخرت

توحید کے بعد دوسری صفت جو ہر زمانے میں تمام انبیاءعَلَیْہِمُ السَّلَام پر مُنْکَشِف کی گئی اور جس کی تعلیم دینے پر وہ مامور کیے گئے وہ آخرت پر یقین رکھنا تھا کیونکہ دین کا **پہلا بنیادی اصول** یہ ہے کہ ہمارارب صرف اللہ ہے جس کی عبادت کی جانی چاہیے اور **دوسرا بنیادی اصول** آخرت پر یقین رکھنا ہے جسے سورۃ البقرہ ۲ کی پہلی ہی آیت میں عَلَی التَّرتیب اس طرح فرمایا گیا ہے کہ:

اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ۔

ترجمۂ کنزالایمان: وہ جو بے دیکھے ایمان لائیں۔اور آخرت پر یقین رکھیں۔

اور ایسے ہی لوگوں کو ان ہی آیات میں مُتَّقِین (ڈروالے) کے لقب سے نوازا گیا ہے اور بلند مرتبہ کتاب (قرآن) ایسے ہی ڈروالوں کی ہدایت کے لیے نازل فرمائی گئی ہے۔

انتخابِ انبیاء کی اہم وجہ

خدائے تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ نبیوں کو اگر کلمۂ حق بلند کرنے کے لیے منتخب کیا تو منتخب کیے جانے کی وجہ صرف یہ نہ تھی کہ وہ اُولِی الْاَیْدِیْ وَ الْاَبْصَارِ (قدرت اور علم والے) تھے، بلکہ جیساخود خدائے تعالیٰ سورۂ ص کے رکوع ۴ میں فرماتا ہے کہ ان چیدہ بندوں کو منتخب کیے جانے کی وجہ ان کی یہ خالص صفت تھی کہ وہ دارِ آخرت کو یاد رکھتے تھے اور دوسروں کو بھی یاد دلاتے تھے۔

چنانچہ ارشاد ہوا:

وَاذْكُرْ عِبٰدَنَاۤ اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ اُولِی الْاَیْدِیْ وَ الْاَبْصَارِ ﴿۴۵﴾ (پ۲۳ سورہ ص ۴۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور یاد کرو ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب قدرت اور علم والوں کو

اِنَّاۤ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِۚ﴿۴۶﴾ (پ۲۳ سورہ ص ۴۶)

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک ہم نے انہیں ایک کھری بات سے امتیاز بخشا کہ وہ اس گھر کی یاد ہے۔

فلاح و نجات کا مجرب نسخہ

جب کوئی اللہ اور اس کی قدرت اور حکمت پر ایمان لے آتا ہے تو وہ ایسا سہارا تھام لیتا ہے جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں اور وہ نتیجتاً فلاح کا حقدار بن کر اس چیز کو پالیتا ہے جس کا اس سے وعدہ کیا جاتا رہا ہے یعنی آخرت کی کامیابی۔ دین میں عقیدۂ آخرت کی اسی اہمیت کے پیش نظر فرمایا گیا ہے:

هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّ خَيْرٌ عُقْبًا۠﴿۴۴﴾ (پ۱۵ الکھف ۴۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اس کا ثواب سب سے بہتر اور اسے ماننے کا انجام سب سے بھلا۔

دینِ اسلام میں عقیدۂ آخرت کی اسی اہمیت کی وجہ سے روزِ جزا کو برحق ماننا ایک مومن کی صفات میں دیگر صفات کے ساتھ لازمی سی چیز قرار دی گئی ہے چنانچہ ایک موقعہ پر ان کی اس صفت کو اس طرح فرمایا گیا ہے:

وَ الَّذِیْنَ یُصَدِّقُوْنَ بِیَوْمِ الدِّیْنِ ﳲ﴿۲۶﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ جو انصاف کا دن سچ جانتے ہیں۔

وَ الَّذِیْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَۚ﴿۲۷﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ جو اپنے رب کے عذاب سے ڈر رہے ہیں۔ (پ۲۹ المعارج ۲۶۔۲۷)

انکارِ آخرت کے بعد خدا کو ماننا بے معنیٰ ہے

آخرت کے انکار کے بعد خدا کو ماننا دین اسلام میں کوئی معنی نہیں رکھتا کیونکہ آخرت کو مُسْتَبْعَد سمجھنا صرف آخرت ہی کا انکار نہیں بلکہ خدا کی قدرت اور حکمت کا بھی انکار ہے، کم ظرف لوگ جنہیں دنیا میں کچھ شان و شوکت حاصل ہو جاتی ہے ہمیشہ اس غلط فہمی میں مبتلا رہتے ہیں کہ انہیں اسی دنیا میں جنّت نصیب ہو چکی ہے اور اب وہ کون سی جنّت ہے جسے حاصل کرنے کی وہ فکر کریں؟

وقوعِ قیامت عقل و انصاف کا تقاضا ہے

قیامت کا وقوع عقل اور انصاف کا تقاضا ہے کیونکہ جب خدا نے انسان کو عقل و تمیز اور تصرُّف کے اختیارات دے رکھے ہیں تو ظاہر ہے کہ وہ اس کے اعمال و افعال سے بھی باخبر رہے گا اور یہ دیکھے گا کہ اُس کی زمین میں اِس نے ان اختیارات کو کیسے استعمال کیا؟ قیامت برپا کیے بغیر خدا کی حکمت کے تقاضے پورے نہیں ہو سکتے اور ایک حکیم سے بعید ہے کہ وہ ان تقاضوں کو پورا نہ کرے اسی لیے فرمایا کہ:

لِّيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تاکہ صلہ دے انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے یہ ہیں جن کے لئے بخشش ہے اور عزّت کی روزی۔ (پ۲۲ السبا ۴)

وقوعِ قیامت اخلاق کا بھی تقاضا ہے

قیامت برپا کیا جانا صرف عقل ہی کا تقاضا نہیں بلکہ اخلاق کا تقاضا بھی ہے۔ ہر زمانے میں انسان کے مختلف طریقوں میں اس معاملہ میں اختلافات رہے ہیں اور ہر ایک نے اپنے نظریے کے مطابق ایک اخلاقی فلسفہ اور ایک اخلاقی رویّہ اختیار کیا ہے آخر کوئی وقت تو ہونا چاہیے جب کہ ان سب کا اخلاقی نتیجہ صلہ یا سزا کی شکل میں ظاہر ہو، اس دنیا کا نظام اگر صحیح اور مکمل اَخلاقی نتائج کے ظہور کا مُتَحَمِّل نہیں ہے تو ایک دوسری دنیا ہونی چاہیے جہاں یہ نتائج ظاہر ہو سکیں۔

منکرین کے طنز و تمسخر کے قرآنی جوابات

جب منکرین اور کافرین علم حاصل کرنے کے لیے نہیں بلکہ طنز اور تمسخر کے طور پر لوگوں سے کہا کرتے تھے کہ جس قیامت کے آنے کی یہ پیغمبر (رسول اللہ) خبر دے رہے ہیں وہ تو آتی ہی نہیں تو خدا نے رسول اللہ سے کہا کہ:

وَ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِیْنَا السَّاعَةُؕ قُلْ بَلٰى وَ رَبِّیْ لَتَاْتِیَنَّكُمْۙ عٰلِمِ الْغَیْبِۚ لَا یَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِی الْاَرْضِ وَ لَاۤ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَ لَاۤ اَكْبَرُ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍۗ (۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور کافر بولے ہم پر قیامت نہ آئے گی تم فرماؤ کیوں نہیں میرے رب کی قسم بیشک ضرور تم پر آئے گی غیب جاننے والا اس سے غیب نہیں ذرّہ بھر کوئی چیز آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہ اس سے چھوٹی اور نہ بڑی مگر ایک صاف بتانے والی کتاب میں ہے۔ (پ ۲۲ السبا ۳)

پروردگار کی قسم کھاتے ہوئے اس کے لیے عَالِمُ الْغَیْب کی صفت استعمال کرنے سے خود

بخود اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ قیامت کا آنا تو یقینی ہے مگر اس کے آنے کا وقت عَالِمُ الْغَیْب کے سوا کسی کو معلوم نہیں قیامت کے حقیقی ہونے کو خدا نے نہایت حکیمانہ طریقہ سے یہ کہہ کر کہ جس طرح آج کے بعد کل کا آنا یقینی ہے اسی طرح آخرت کا بھی وقوع پذیر ہونا لازمی ہے اور اسی لیے خدا نے اس روزِ آخرت کے لیے انسان کو تیاری کرنے کی ہدایت فرمائی ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ لْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (۱۸) وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْؕ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (۱۹) لَا یَسْتَوِیْۤ اَصْحٰبُ النَّارِ وَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِؕ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآىٕزُوْنَ (۲۰) (پ۲۸ سورۃ الحشر ۱۸)

ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور ہر جان دیکھے کہ کل کے لیے کیا آگے بھیجا اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے اور ان جیسے نہ ہو جو اللہ کو بھول بیٹھے تو اللہ نے اُنہیں بلا میں ڈالا کہ اپنی جانیں یاد نہ رہیں وہی فاسق ہیں، دوزخ والے اور جنّت والے برابر نہیں، جنّت والے ہی مراد کو پہنچے۔

اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِیَةٌ اَكَادُ اُخْفِیْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا تَسْعٰى (۱۵) فَلَا یَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا یُؤْمِنُ بِهَا وَ اتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى (۱۶)

ترجمہ کنزالایمان: بے شک قیامت آنے والی ہے قریب تھا کہ میں اُسے سب سے چھپاؤں کہ ہر جان اپنی کوشش کا بدلہ پائے تو ہر گز تجھے اس کے ماننے سے وہ باز نہ رکھے جو اس پر ایمان نہیں لاتا اور اپنی خواہش کے پیچھے چلا پھر تو ہلاک ہو جائے۔ (پ۱۶ سورہ طٰہٰ ۱۶)

وَ اَنَّهٗ یُحْیِ الْمَوْتٰى وَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌۙ (۶) وَّ اَنَّ السَّاعَةَ اٰتِیَةٌ لَّا رَیْبَ فِیْهَاۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ یَبْعَثُ

مَنۡ فِی الۡقُبُوۡرِ ﴿۷﴾ (پ ۱۷سورۃ الحج ٦۔۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور یہ کہ وہ مردے جِلائے گا اور یہ کہ وہ سب کچھ کر سکتا ہے اور اس لیے کہ قیامت آنے والی اس میں کچھ شک نہیں اور یہ کہ اللہ اٹھائے گا اُنہیں جو قبروں میں ہیں۔

جہاں تک دوبارہ زندہ کیے جانے کا سوال ہے منکرین اس کا مذاق قصہ ٔپارِینہ کہہ کر اڑاتے تھے؛اس لیے خدائے تعالیٰ نے فرمایا:

بَلۡ قَالُوۡا مِثۡلَ مَا قَالَ الۡاَوَّلُوۡنَ ﴿۸۱﴾ قَالُوۡۤا ءَاِذَا مِتۡنَا وَ کُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبۡعُوۡثُوۡنَ ﴿۸۲﴾ لَقَدۡ وُعِدۡنَا نَحۡنُ وَ اٰبَآؤُنَا ہٰذَا مِنۡ قَبۡلُ اِنۡ ہٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِیۡرُ الۡاَوَّلِیۡنَ ﴿۸۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: بلکہ انہوں نے وہی کہی جو اگلے کہتے تھے، بولے: کیا جب ہم مر جائیں اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں کیا پھر نکالے جائیں گے بے شک یہ وعدہ ہم کو اور ہم سے پہلے باپ دادا کو دیا گیا، یہ تو نہیں مگر وہی اگلی داستانیں۔ (پ ۱۸ سورۃ المؤمنون ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳)

خدائے تعالیٰ نے دوبارہ زندہ کیے جانے کی وجہ بھی اُنہیں بتائی جس کا براہِ راست تعلق عقیدۂ آخرت پر یقین رکھنے سے ہے، فرمایا:

ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمۡ فَاعۡبُدُوۡہُ ؕ اَفَلَا تَذَکَّرُوۡنَ ﴿۳﴾ اِلَیۡہِ مَرۡجِعُکُمۡ جَمِیۡعًا ؕ وَعۡدَ اللّٰہِ حَقًّا ؕ اِنَّہٗ یَبۡدَؤُا الۡخَلۡقَ ثُمَّ یُعِیۡدُہٗ لِیَجۡزِیَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالۡقِسۡطِ ؕ وَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَہُمۡ شَرَابٌ مِّنۡ حَمِیۡمٍ وَّ عَذَابٌ اَلِیۡمٌۢ بِمَا کَانُوۡا یَکۡفُرُوۡنَ ﴿۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: یہ ہے تمہارا اللہ تمہارا رب تو اس کی بندگی کرو تو کیا تم دھیان نہیں کرتے اسی کی طرف تم سب کو پھرنا ہے اللہ کا سچا وعدہ بیشک وہ پہلی بار بناتا ہے پھر فنا کے بعد دوبارہ بنائے گا

کہ ان کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے انصاف کا صلہ دے اور کافروں کے لیے پینے کو کھولتا پانی اور دردناک عذاب بدلا ان کے کفر کا۔ (سورۃ یونس ۳۔۴)

منکرین اگر کبھی سنجیدگی سے بھی قیامت کے یقینی ہونے پر رسول اللہ کی طرف مخاطب ہوتے تھے تب بھی طنزیہ انداز ہی میں استفسار کرتے تھے کہ

وَ يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۲۵﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور کہتے ہیں یہ وعدہ کب آئے گا اگر تم سچے ہو۔ (پ۲۹سورۃ الملک ۲۵)

یَسْــٴَـلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرْسٰىهَا ؕ

ترجمہ کنزالایمان: تم سے قیامت کو پوچھتے ہیں کہ وہ کب کو ٹھہری ہے۔(پ۹،الاعراف: ۱۸۷۔)

یَسْــٴَـلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرْسٰىهَا ﴿۴۲﴾ؕ(پ۳۰، النزعٰت:۴۲)

ترجمہ کنزالایمان: تم سے قیامت کو پوچھتے ہیں کہ وہ کب کے لیے ٹھہری ہوئی ہے۔

ان سوالات کا جواب انہیں بار بار دیا جاتا رہا، چند جوابات درج ذیل ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے دلوائے گئے:

یَسْــٴَـلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرْسٰىهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ ۚ لَا یُجَلِّیْهَا لِوَقْتِهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕۘ ثَقُلَتْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ لَا تَاْتِیْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ؕ یَسْــٴَـلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِیٌّ عَنْهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: تم سے قیامت کو پُوچھتے ہیں کہ وہ کب کو ٹھہری ہے تم فرماؤ اس کا علم تو میرے رب کے پاس ہے اسے وہی اس کے وقت پر ظاہر کرے گا بھاری پڑ رہی ہے آسمانوں اور

زمین میں تم پر نہ آئے گی مگر اچانک تم سے ایسا پوچھتے ہیں گویا تم نے اسے خوب تحقیق کر رکھا ہے تم فرماؤ اس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے لیکن بہت لوگ جانتے نہیں۔ (پ۹ الاعراف ۱۸۹)

فِيمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ﴿۴۳﴾ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ﴿۴۴﴾ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰىهَا ﴿۴۵﴾

ترجمہ کنزالایمان: تمہیں اس کے بیان سے کیا تعلق تمہارے رب ہی تک اس کی انتہا ہے۔ تم تو فقط اسے ڈرانے والے ہو جو اس سے ڈرے۔ (پ۳۰ النٰزعٰت ۴۳۔۴۴۔۴۵)

قیامت کا وقت چھپائے جانے کی حکمت

اس وقت کو مخفی اس لیے رکھا گیا ہے کہ آزمائش کا مدّعا پورا ہو سکے اور جب یہ ساعتِ مُنتَظَرہ یعنی گھڑی جس کا انتظار تھا) آئے تو ہر شخص کو جس نے دنیا میں جیسی سعی کی ہے اس کا اُسے ٹھیک ٹھیک بدلہ دیا جا سکے۔

فیصلہ کی گھڑی کو دور سمجھ لینا انسان کی سب سے بڑی بھول ہے کیونکہ انسان کی ہر سانس آخری سانس ہو سکتی ہے آخرت پر یقین رکھنے اور نہ رکھنے والوں کا نفسیاتی تجزیہ خدا نے اس طرح پیش کیا ہے:

وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ ﴿۱۷﴾ يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا ۙ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ ؕ اَلَآ اِنَّ الَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ فِي السَّاعَةِ لَفِيْ ضَلٰلٍۭ بَعِيْدٍ ﴿۱۸﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور تم کیا جانو شاید قیامت قریب ہی ہو، اس کی جلدی مچا رہے ہیں وہ جو اس پر ایمان نہیں رکھتے اور جنہیں اس پر ایمان ہے وہ اس سے ڈر رہے ہیں اور جانتے ہیں کہ بیشک وہ حق ہے، سنتے ہو بے شک جو قیامت میں شک کرتے ہیں ضرور دور کی گمراہی میں ہیں۔

(پ۲۵،الشوریٰ: ۱۸۱۷۔)

ابتدائی دور کی سورتوں میں "عقیدۂ آخرت" پر زور دینے کی وجہ

مکی دور میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی دعوت میں سب سے زیادہ جس چیز کا مذاق منکرین نے اڑایا وہ آخرت کے وجوب سے تھا اور وہ اس بات پر صرف حیرانی اور تعجب کا ہی اظہار نہیں کرتے تھے بلکہ اسے بالکل بعید اَز عقل و امکان سمجھ کر اسے ناقابل یقین ہی نہیں بلکہ ناقابل تصوُّر سمجھتے تھے مگر چونکہ آخرت کے عقیدے کو مانے بغیر انسان کا طرزِ فکر سنجیدہ نہیں ہو سکتا، خیر و شر کے معاملے میں اس کا معیارِ اَقدار بدل نہیں سکتا اور وہ دنیا پرستی کی راہ چھوڑ کر اسلام کی راہ پر نہیں چل سکتا اس لیے مکہ مُعَظَّمَہ کے ابتدائی دور کی سورتوں میں زیادہ تر زور آخرت کا عقیدہ دلوں میں بٹھانے میں صَرف کیا گیا اور اس انداز میں کیا گیا کہ توحید کا تصوُّر بھی خود بخود ذہن نشیں ہوتا چلا جاتا ہے۔

عقیدۂ آخرت پر عقلی دلائل

مادیت پرستی کے اس دور میں واضح طور پر محسوس کر رہا ہوں کہ ہمارے افکار واعمال پر اب مذہب کی گرفت دن بہ دن ڈھیلی پڑتی جارہی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ آخرت کی باز پُرس کا خطرہ اب ایک تصوُّرِ موہوم ہو کر رہ گیا ہے حالانکہ غور فرمائیے تو مذہب کی بنیاد ہی عقیدۂ آخرت پر ہے۔

عقیدۂ آخرت کا مطلب یہ ہے کہ اس بات کا یقین دل میں راسخ ہو جائے کہ ہم مرنے کے بعد پھر دوبارہ زندہ کیے جائیں گے اور خدا کے سامنے ہمیں اپنی زندگی کے سارے اعمال کا

حساب دینا ہو گا اور اپنے عمل کے اعتبار سے جزا و سزا دونوں طرح کے نتائج کا ہمیں سامنا کرنا پڑے گا، اسی یَوْمُ الْحِساب (یعنی حساب کے دن) کا نام مذہبِ اسلام کی زبان میں قیامت ہے۔

عقیدۂ آخرت کے مُحرِّکات

اگر آخرت کا یہ اعتقاد دلوں سے نکل جائے تو مذہب کی پابندی کا سوال ہی بے معنی ہو کر رہ جائے، آخر کوئی آدمی کیوں رمضان کے مہینے میں سارا دن اپنے آپ کو بھوکا پیاسا رکھے، ٹھٹھرتی ہوئی سردی میں کیوں کوئی اپنے گرم لحاف سے نکل کر مسجد کی طرف جائے، اپنے خون پسینے سے کمائی ہوئی دولت کیوں کوئی زکوۃ کے نام پر غریبوں میں لٹائے، خواہشِ نفس اور قدرت و اختیار کے باوجود کیوں کوئی ایسی بہت ساری چیزوں سے منہ موڑے جسے مذہب نے ممنوع قرار دیا ہے؟ یہ ساری مشقتیں اور تکلیفیں صرف اسی لیے تو گوارا کر لی جاتی ہیں کہ ان کے پیچھے یا تو عذاب کا خطرہ لاحق ہے یا پھر دائمی آسائش و راحت کا تصوُّر مذہب کی ہدایات پر چلنے کی ترغیب دیتا ہے۔

عقیدۂ آخرت کے یہ دو محرکات ہیں جو دل کے ارادوں پر حکومت کرتے ہیں دوسرے لفظوں میں اسی عقیدے کا نام اِیمان بِالْغَیب ہے یعنی اپنی آنکھ سے دیکھے اور اپنے کان سے سنے بغیر ان حقائق کا اپنے مشاہدہ سے بھی بڑھ کر یقین کیا جائے جن کی خبر رسولِ اعظم صلی اللہ تعالی علیہ و الہ وسلم کے ذریعہ ہم تک پہنچی ہے۔

آدمی اپنی سرِشت کے اعتبار سے چونکہ مشاہدات پر زیادہ بھروسہ کرتا ہے اس لیے بہت سے لوگوں کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ مرنے کے بعد جب ہم بالکل سڑ گل جائیں گے اور جب ہمارا جسم مٹی کا غبار بن کر ہر طرف بکھر جائے گا تو ان حالات میں ہم دوبارہ کیونکر زندہ

کیسے جاسکیں گے ؟ عقیدۂ آخرت کے سوال پر اِلْحادو تشکیک کا دروازہ بند کرنے کے لیے ہم شدّت سے یہ محسوس کرتے ہیں کہ اسے عقلی دلائل سے اتنا مُسلَّم کر دیا جائے کہ عقلِ غلط اَندیش بھی سر جھکالے اور یہ الزام بھی رَفع ہو جائے کہ اندھی تقلید کے علاوہ عقیدۂ آخرت کی کوئی عقلی بنیاد نہیں ہے۔

پہلی دلیل

اپنی بات کا آغاز ہم مشاہدہ سے کرتے ہیں کہ انسانی معلومات کا سب سے پہلا ذریعہ مشاہدہ ہی ہے، چوبیس ہزار میل کی گولائی والی یہ زمین، آسمان کی بلندیوں سے گلے ملتے ہوئے پہاڑوں کی یہ قطار اور بے پایاں وسعتوں میں پھیلا ہوا سمندروں کا یہ لہراتا ہوا خطہ یہ ساری چیزیں ہم سے سوال کرتی ہیں کہ ہمیں کس نے پیدا کیا؟

ظاہر ہے کہ اس سوال کا جواب سِوا اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ ان ساری چیزوں کو خدائے وَحْدَہ لَاشَرِیک نے پیدا کیا پھر اس کے بعد دوسرا سوال اٹھے گا کہ زمین کس چیز سے بنائی گئی ،پانی کا مادّہ تخلیق کیا تھا اور پہاڑوں کا وجود کس چیز کے ذریعہ عمل میں آیا؟ اگر اپنی حماقت سے کسی چیز کا نام لے لیا گیا تو پھر اس چیز کے بارے میں اسی طرح کا سوال اٹھے گا اور سوالات کا یہ سلسلہ اٹھتا ہی رہے گا جب تک کہ یہ سچی بات کہہ نہ دی جائے کہ خداوندِ قدیر نے ان ساری چیزوں کو بغیر کسی مادّہ کے صرف اپنی قدرت سے پیدا کیا۔

قدرت سے پیدا کرنے کا مطلب

قدرت سے پیدا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو پیدا کرنے کا ارادہ

فرمایا اس کے لیے لفظ کُنْ (یعنی ہو جا) فرمادیا اور وہ چیز خدا کی مرضی کے مطابق وجود میں آگئی، جیسا کہ قرآنِ حکیم میں ارشاد فرمایا گیا ہے:

اِنَّمَاۤ اَمْرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَیْــٴًـا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ﴿۸۲﴾ (پ۲۳،یٰسٓ: ۸۲۔)

ترجمۂ کنزالایمان: اس کا کام تو یہی ہے کہ جب کسی چیز کو چاہے تو اس سے فرمائے ہو جا وہ فوراً ہو جاتی ہے۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ جب اتنی بڑی زمین اور اتنا بڑا آسمان خداوندِ قدیر نے بغیر کسی مادہ سے محض اپنی قدرت سے پیدا کیا تو یہ بات عقل کو بھی تسلیم کرنی ہو گی کہ اس خدائے حی و قدیر کے لیے سڑے گلے مردوں کو دوبارہ زندہ کر دینا کیا مشکل ہے۔

قرآنِ حکیم نے عقیدۂ آخرت کے سلسلے میں اس طرح کے شبہے کا جواب جتنی بلاغت کے ساتھ دیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب ایک گستاخ کافر نے ایک بوسیدہ ہڈی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سامنے پیش کرتے ہوئے کہا تھا کہ کیا سڑی گلی ہڈی دوبارہ زندہ ہو سکتی ہے؟ اس کے جواب میں قرآن کی یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی:

وَ ضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّ نَسِیَ خَلْقَهٗؕ قَالَ مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَ هِیَ رَمِیْمٌ ﴿۷۸﴾ قُلْ یُحْیِیْهَا الَّذِیْۤ اَنْشَاَهَاۤ اَوَّلَ مَرَّةٍؕ وَ هُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِیْمُۙﰳ ﴿۷۹﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہمارے لئے کہاوت کہتا ہے اور اپنی پیدائش بھول گیا بولا ایسا کون ہے کہ ہڈیوں کو زندہ کرے جب وہ بالکل گل گئیں۔ تم فرماؤ انھیں وہ زندہ کرے گا جس نے پہلی بار انہیں بنایا اور اسے ہر پیدائش کا علم ہے (پ۲۳ یٰس ۷۸۔۷۹)

(تفسیر خازن، یس، تحت الآیۃ: ۷۸، ۴/ ۱۳)

انسانی دنیا کا یہ دستور سامنے رکھئے تو جواب کی بلاغت اچھی طرح سمجھ میں آجائے گی کہ کام پہلی بار مشکل ہوتا ہے دوسری بار تو بالکل آسان ہو جاتا ہے لیکن جو کام خدا کے لیے پہلی بار بھی مشکل نہیں تھا وہ دوسری بار کیونکر مشکل ہو جائے گا!؟

دوسری دلیل

اس عالمِ ہستی میں انسان کی آمد پر آپ غور کریں گے تو آپ پر یہ راز کھلے گا کہ انسان اچانک یہاں نہیں آگیا بلکہ اس عالم میں قدم رکھنے سے پہلے کئی عالم سے وہ گزر چکا تھا، پہلا عالم "عالمِ اَرواح" ہے جہاں اس کی روح موجود تھی اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ استقرارِ حمل کے کچھ عرصہ بعد جب بچے کے جسم میں روح داخل ہوتی ہے اور وہ ماں کے پیٹ میں حرکت کرنے لگتا ہے تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بچے کے جسم میں داخل ہونے سے پہلے وہ روح کہاں تھی یا کہاں سے آئی؟ وہ جہاں بھی موجود ہو یا جہاں سے بھی آئی ہو اسی عالم کا نام "عالمِ اَرواح" ہے۔

اب عالمِ ارواح کے بعد دوسرا عالم ہے "شکمِ مادر"[۲] جسے "عالمِ اَرحام" بھی کہا جاتا ہے، اس عالم میں بھی انسان کو کم و بیش نو مہینے رہنا پڑتا ہے، ایک منٹ رک کر ذرا قدرت کا یہ حیرت انگیز انتظام دیکھئے کہ ایک چلتی پھرتی قبر میں نو مہینے تک ایک بچہ زندہ رہتا ہے، اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ انسانی زندگی کے لیے جتنے اَسباب کی ضرورت ہے وہ سارے اسباب بچے کو وہاں فراہم کیے جاتے ہیں۔

شکمِ مادر سے باہر آجانے کے بعد اگر ساری دنیا کے اطباء و حکماء چاہیں کہ پیٹ چاک

کر کے پھر بچے کو دوبارہ اس جگہ منتقل کر دیں تو یقین ہے کہ ایک منٹ بھی وہاں زندہ نہیں رہ سکے گا، یہیں سے خدا اور بندوں کے انتظام کا فرق سمجھ میں آجاتا ہے کہ جو چیز بندوں کے لیے ناممکن ہے وہ خدا کی قدرت کے سامنے ممکن ہی نہیں بلکہ واقع ہے اور یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ ہر عالم کا ماحول اور تقاضا الگ الگ ہے، ایک کا قیاس دوسرے پر نہیں کیا جا سکتا۔

اتنی تفصیل کے بعد کہنا یہ ہے کہ عالمِ دنیا میں آنے سے پہلے اگر انسان کو مرحلہ وار دو عالم سے گزرنا پڑتا ہے تو عالم دنیا کے بعد بھی اگر کوئی چوتھا عالم مان لیا جائے تو اس میں کیا عقلی قباحت ہے؟ اسی چوتھے عالم کا نام ہم عالم آخرت رکھتے ہیں، اگر اسی نام سے اختلاف ہے تو کوئی اور نام رکھ لیا جائے لیکن ایک چوتھا عالم تو بہر حال ماننا ہی پڑے گا؛ کیونکہ مرنے کے بعد جب روح جسم سے نکل جاتی ہے تو وہی سوال یہاں بھی اٹھے گا کہ نکل کر وہ کہاں گئی؟ وہ جہاں بھی گئی ہو اسی کا نام عالمِ آخرت ہے۔

ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے وجود کو مرحلہ وار چار عالموں سے گزرنا پڑتا ہے، دو عالم سے تو ہم گزر چکے ہیں، یہ دنیا تیسرا عالم ہے جس سے ہم گزر رہے ہیں اور چوتھے عالم میں مرنے کے بعد قدم رکھیں گے۔

تیسری دلیل

جس طرح زمین و آسمان کا وجود کسی بالاتر ہستی کی مشیت کا نتیجہ ہے اسی طرح انسان کی تخلیق بھی اسی قدرت سے ہوتی ہے اور وہی اس کارخانۂ ہستی کو اپنی مرضی کے مطابق چلا رہا ہے وہی آسمان سے پانی برساتا ہے وہی زمین سے دانے اگاتا ہے اور وہی انسانی زندگی کے لیے سارے

اسباب فراہم کرتا ہے۔

اسی نے انسان کو اَشرفُ المخلوقات بنایا اور عقل و فہم کی نعمت سے آراستہ کرکے خیر و شر اور صحیح و غلط میں امتیاز کرنے کی قوت عطا فرمائی۔

اس کائنات میں انسان کا مقام جتنا بلند ہے اسی اعتبار سے اس پر ذمہ داریاں بھی عائد کی گئی ہیں، بہت سے فرائض کا اسے پابند کیا گیا ہے اور بہت سی چیزوں سے اسے روک دیا گیا ہے۔ فرائض کی پابندی کرنے والوں کو انعام و جزا کی بشارت دی گئی ہے اور ممنوعات کا ارتکاب کرنے والوں کو سزا کا خوف دلایا گیا۔ جس خدا نے انسانوں کو پیدا کیا، انہیں پالا اور جگہ جگہ بے شمار نعمتوں کے دستر خوان ان کے لیے بچھائے اور بے پایاں رحمت و کرم کے ساتھ قدم قدم پر ان کی ناز برداری کی اسے قطعاً حق پہنچتا ہے کہ نافرمانوں کو وہ سزا دے اور اطاعت شعاروں کو خلعتِ اکرام سے نہال کرے۔

ان حالات میں عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ زندگی بھر کے اعمال کا محاسبہ کرنے کے لیے حساب و کتاب کا ایک دن مقرر کیا جائے تاکہ اطاعت شِعاروں کو انعام و اکرام سے نوازا جائے اور نافرمانوں کو سزا دی جائے، اگر فیصلہ کا کوئی دن مقرر نہ ہو تو جزا و سزا کا قانون بے معنیٰ ہو کر رہ جائے۔

اب یہاں یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ فیصلہ کا جو دن مقرر کیا گیا ہے اس کا نام قیامت کا دن ہے، اور وہ عالم آخرت میں پیش آئے گا۔

چوتھی دلیل

عقیدۂ آخرت کے منکرین کے پاس سب سے مضبوط دلیل یہ ہے کہ عالمِ دنیا کے علاوہ بھی اگر کوئی اور عالم ہے تو وہ ہماری آنکھوں سے نظر کیوں نہیں آتا اور اس عالم کی آواز ہمارے کانوں تک کیوں نہیں پہنچتی؟اس مقام پر ذرا جہل کی فطرت کی ہم آہنگی دیکھئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے گمراہ لوگوں نے بھی یہی کہا تھا جیسے کہ قرآنِ پاک میں ارشاد ہوا:

وَاِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ(۵۵)

ترجمہ کنزالایمان: اور جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم ہرگز تمہارا یقین نہ لائیں گے جب تک اعلانیہ خدا کو نہ دیکھ لیں تو تمہیں کڑک نے آلیا اور تم دیکھ رہے تھے۔(پ۱البقرۃ۵۵)

لیکن یہ نادان اس بات کو نہیں سمجھتے کہ کسی چیز کا آنکھوں سے مشاہدہ نہ ہونا اس چیز کے نہ ہونے کی دلیل نہیں ہے اور کسی آواز کو اپنے کانوں نہ سن سکنا اس بات کی دلیل نہیں بن سکتا کہ آواز کا وجود ہی نہیں ہے۔

آج کے مشینی دور میں اس کی بہت سی زندہ مثالیں ہمارے سامنے موجود ہیں، مثال کے طور پر کسی بھی ریڈیو اسٹیشن سے جو آواز نشر کی جاتی ہے وہ ریڈیائی لہروں کے ذریعہ فضا میں ہر طرف پھیل جاتی ہے اس کی لہریں ہمارے کانوں کے قریب سے گزرتی رہتی ہیں لیکن آواز سنائی نہیں دیتی لیکن جیسے ہی ہم ریڈیو آن کرتے ہیں فضا میں تیرنے والی آواز ہمارے کانوں سے ٹکرانے لگتی ہے۔

بالکل اسی طرح ٹیلی ویژن سینٹر سے روشنی کی لہروں کے دوش پر جو تصویریں ٹیلی کاسٹ

کی جاتی ہیں وہ ہماری آنکھوں کے سامنے سے گزرتی رہتی ہیں لیکن ہمیں فضا میں کوئی منظر دکھائی نہیں دیتا اور جیسے ہی ہم ٹیلی ویژن بکس کا بٹن دباتے ہیں اسکرین پر ساری تصویریں ہمیں نظر آنے لگتی ہیں اسی طرح کسی کے پھیپھڑے کا سیاہ دھبہ ہمیں باہر سے نظر نہیں آتا لیکن ایکسرے مشین نہ صرف یہ کہ اس دھبے کو دیکھ لیتی ہے بلکہ دوسروں کو بھی دکھا دیتی ہے۔

ان ساری مثالوں سے یہ حقیقت اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ موجود ہونے کے باوجود بہت سی چیزوں کے دیکھنے اور سننے سے ہم صرف اس لیے قاصر رہتے ہیں کہ ہمارے پاس اس کے مشاہدہ کے لیے ذرائع نہیں ہیں، نہ آنکھوں میں اس کے لیے قوتِ بصارت ہے اور نہ کانوں میں اس کے لیے قوتِ سماعت ہے، اس لیے اصل سوال مشاہدہ کے فقدان کا نہیں بلکہ ذرائع کے فقدان کا ہے۔

اور ایسا اس لیے ہے کہ جس نے ہمیں آنکھیں عطا کی ہیں، ہمیں کان مرحمت فرمائے ہیں اس نے بصارت و سماعت کی قوتوں کے لیے حدیں بھی مقرر کر دی ہیں ہم اپنی آنکھوں سے مصری کی ڈلی تو دیکھ لیتے ہیں لیکن اس کی مٹھاس نہیں دیکھ سکتے اسی طرح آنکھیں صرف مادّی چیزوں کو دیکھ سکتی ہیں مصری کی مٹھاس اور سنکھیا کا زہر چونکہ ایک معنوی حقیقت ہے اس لیے آنکھوں میں اس کے دیکھنے کی صلاحیت ہی نہیں دی گئی ہے۔

پھر سوچنے کی بات یہ ہے کہ جب اس عالم کی معنوی حقیقت کو دیکھنے کی قوت ہماری آنکھوں میں نہیں ہے تو وہ عالم آخرت جس کا تعلق عالمِ غیب سے ہے اسے ہماری آنکھیں کیونکر دیکھ سکتی ہیں؟ البتہ خدا نے اپنے جن مقرب بندوں کو غیبی قوتِ ادراک سے سرفراز کیا ہے وہ اسی

دنیا میں غیبی حقیقتوں کا مشاہدہ کر لیتے ہیں۔ حدیثوں میں اس طرح کی روایتیں کثرت سے ملتی ہیں کہ حضور پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے اسی زمین پر کھڑے ہو کر جنّت و دوزخ کا مشاہدہ فرمایا ہے، جہاں تک بیان کیا گیا ہے حضور نے چاہا کہ ہاتھ بڑھا کر جنّت کے انگور کا ایک خوشہ توڑ لیں لیکن پھر خیال کچھ آیا اور ہاتھ کھینچ لیا۔

(بخاری، کتاب الاذان، باب رفع البصر الی الامام فی الصلاۃ، ۲۶۵/۱، الحدیث: ۷۴۸۔)

حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کے بارے میں تو سبھی جانتے ہیں کہ وہی خدائے ذوالجلال کی وحی لے کر حضور صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے پاس آیا کرتے تھے۔ حضور بے تکلف انہیں دیکھتے تھے اور براہِ راست ان کی آواز سنتے تھے حالانکہ حضرت جبرئیل امین عالم دنیا کی نہیں عالم غیب کی ہستی ہیں۔

یہ روایت بھی حدیثوں میں موجود ہے کہ قبرستانوں سے گزرتے ہوئے صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم اس امر کا بھی مشاہدہ فرمالیتے تھے کہ عالمِ برزخ میں کسی مردے کا کیا حال ہے

(بخاری، کتاب الوضوء، ۵۹باب، ۹۶/۱، الحدیث: ۲۱۸۔)

حالانکہ مرنے کے بعد عذاب و ثواب کا سارا معاملہ عالمِ غیب سے تعلق رکھتا ہے۔ ان ساری بحثوں سے یہ بات اچھی طرح ثابت ہو گئی کہ عالمِ آخرت کے حقائق اپنی جگہ پر موجود ہیں، کمی جو کچھ ہے وہ ہمارے اندر ہے کہ ان کے مشاہدے کے لیے روح میں جس لطافت کی ضرورت ہے وہ ہر انسان کو میسر نہیں ہے۔

پانچویں دلیل

تاریخِ عالم کا مطالعہ کریں تو آپ پر یہ حقیقت کھل جائے گی کہ عالمِ آخرت کا تصوُّر انسان کی فطرت میں اس طرح وَدِیعت کر دیا گیا ہے کہ عہدِ قدیم سے دنیا کی ساری اَقوام کسی نہ کسی شکل میں مرنے کے بعد جزا و سزا کے عقیدہ سے منسلک رہی ہیں اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ مرنے کے بعد سب کے پاس مردے کی نجات و مغفرت کے لیے کچھ نہ کچھ مذہبی رسوم ضرور ادا کیے جاتے ہیں، اس کے لیے چاہے طریقے مختلف ہوں لیکن تصوُّر تو مشترک ہے۔

آپ مختلف زبانوں کی لغات کا تفصیلی جائزہ لیں تو جنت کے دوزخ کے ہم معنی الفاظ آپ کو ہر زبان میں مل جائیں گے اور یہ اصول اہلِ زبان کے درمیان مُسَلَّم ہے کہ ہر زبان میں اسی مفہوم کے لیے الفاظ وضع کیے جاتے جو اہلِ زبان کے تصوُّر میں پہلے سے موجود ہوتا ہے، بحث کے اس رخ سے بھی یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ عالمِ آخرت کا تصوُّر صرف اہلِ اسلام ہی کے عقیدے میں نہیں ہے بلکہ دنیا کے سارے انسانوں کی فطرت اسی عقیدہ سے ہم آہنگ ہے۔

چند مخصوص طبقات اور چند مخصوص عہد کے لوگوں کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ وہ فکر و اعتقاد کی غلطیوں میں مبتلا ہو گئے لیکن نسلِ انسانی کے یومِ آغاز سے لے کر آج تک بلا تفریق ساری دنیا کے انسانوں پر یہ الزام ہر گز عائد نہیں کیا جاسکتا کہ آخرت کے تصوُّر کو اپنے مذہبی عقائد کی فہرست میں شامل کر کے وہ فریبِ مسلسل کا شکار رہے، خاص طور پر ان حالات میں جب کہ عقیدۂ آخرت کی تعلیم دینے والوں میں وہ انبیاء و مرسلین (علیہم الصلوۃ السلام) بھی ہیں جن کی شخصیتیں نہ صرف اہلِ اسلام میں بلکہ اقوامِ عالم میں بھی مُسَلَّمُ الثُّبُوت اور عزت و شرف کی حامل

ہیں اور وہ لوگ بھی ہیں جو اپنے اپنے حلقے میں مذہبی اور روحانی پیشوا کی حیثیت سے جانے اور مانے جاتے ہیں، اس لیے کہنے دیا جائے کہ اگر تاریخ کے ہر دور کے سارے انسانوں کو ہم جھوٹا قرار دے دیں تو پھر اس دنیا میں کون سچارہ جائے گا؟

اپنے مضمون کے آخری مرحلے سے گزرتے ہوئے یہ فقرہ ضرور چسپاں کروں گا کہ عقیدۂ آخرت کی تکذیب کرنے والا صرف کسی ایک طبقے کی تکذیب نہیں کرتا بلکہ ابتداء سے لے کر آج تک ہر عہد کے سارے انسانوں کو وہ جھوٹا ثابت کرنا چاہتا ہے۔ میں یقین کرتا ہوں کہ دنیا کا کوئی بھی ہوشمند انسان اس جارحانہ اندازِ فکر سے ہرگز اتفاق نہیں کرے گا۔

عقیدۂ آخرت

قیامت و بعث و حشر و حساب و ثواب و عذاب و جنت و دوزخ سب کے وہی معنی ہیں جو مسلمانوں میں مشہور ہیں، جو شخص ان چیزوں کو تو حق کہے مگر ان کے نئے معنی گھڑے (مثلاً ثواب کے معنی اپنے حسنات کو دیکھ کر خوش ہونا اور عذاب اپنے بُرے اعمال کو دیکھ کر غمگین ہونا یا حشر فقط روحوں کا ہونا) وہ حقیقۃً ان چیزوں کا منکر ہے اور ایسا شخص کافر ہے۔ (بہار شریعت، ۱/ ۱۵۱)

جنّت کا بیان

جنت ایک مکان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے لیے بنایا ہے، اس میں وہ نعمتیں مہیا کی ہیں جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا، نہ کانوں نے سنا، نہ کسی آدمی کے دل پر ان کا خطرہ گزرا۔

جو کوئی مثال اس کی تعریف میں دی جائے سمجھانے کے لیے ہے، ورنہ دنیا کی اعلیٰ سے اعلیٰ شے کو جنت کی کسی چیز کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں۔ وہاں کی کوئی عورت اگر زمین کی طرف

جھانکے تو زمین سے آسمان تک روشن ہو جائے اور خوشبو سے بھر جائے اور چاند سورج کی روشنی جاتی رہے اور اُس کا دوپٹا دنیاومافیہا سے بہتر۔

دوزخ کا بیان

یہ ایک مکان ہے کہ اُس قہار و جبار کے جلال و قہر کا مظہر ہے۔ جس طرح اُس کی رحمت و نعمت کی انتہا نہیں کہ انسانی خیالات و تصورات جہاں تک پہنچیں وہ ایک شَمّہ ہے اُس کی بے شمار نعمتوں سے، اسی طرح اس کے غضب و قہر کی کوئی حد نہیں کہ ہر وہ تکلیف و اذیت کہ اِدراک کی جائے، ایک ادنیٰ حصہ ہے اس کے بے انتہا عذاب کا۔ قرآنِ مجید و احادیث میں جو اُس کی سختیاں مذکور ہیں، ان میں سے کچھ اِجمالاً بیان کرتا ہوں، کہ مسلمان دیکھیں اور اس سے پناہ مانگیں اور اُن اعمال سے بچیں جن کی جزا جہنم ہے۔ حدیث میں ہے کہ جو بندہ جہنم سے پناہ مانگتا ہے، جہنم کہتا ہے: اے رب! یہ مجھ سے پناہ مانگتا ہے، تُو اس کو پناہ دے۔

اچھی اور بری تقدیر کے متعلق (۲) عقائد

عقیدہ : (۱)۔۔۔ہر بھلائی، بُرائی اُس نے اپنے علمِ اَزلی کے موافق مقدّر فرما دی ہے، جیسا ہونے والا تھا اور جو جیسا کرنے والا تھا، اپنے علم سے جانا اور وہی لکھ لیا تو یہ نہیں کہ جیسا اُس نے لکھ دیا ویسا ہم کو کرنا پڑتا ہے، بلکہ جیسا ہم کرنے والے تھے ویسا اُس نے لکھ دیا۔ زید کے ذمّہ برائی لکھی اس لیے کہ زید برائی کرنے والا تھا، اگر زید بھلائی کرنے والا ہوتا وہ اُس کے لیے بھلائی لکھتا تو اُس کے علم یا اُس کے لکھ دینے نے کسی کو مجبور نہیں کر دیا۔ تقدیر کے انکار کرنے والوں کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس اُمت کا مجوس بتایا۔

عقیدہ : (۲)۔۔۔بُرا کام کرکے تقدیر کی طرف نسبت کرنا اور مشیتِ الٰہی کے حوالہ کرنا بہت بُری بات ہے، بلکہ حکم یہ ہے کہ جو اچھا کام کرے، اسے منجانب اللہ کہے اور جو برائی سرزد ہو اُس کو شامتِ نفس تصوّر کرے۔

اللہ کے لکھ دینے نے کسی کو مجبور نہیں کر دیا

ہر بھلائی، بُرائی اُس نے اپنے علمِ اَزلی کے موافق مقدّر فرما دی ہے، جیسا ہونے والا تھا اور جو جیسا کرنے والا تھا، اپنے علم سے جانا اور وہی لکھ لیا تو یہ نہیں کہ جیسا اُس نے لکھ دیا ویسا ہم کو کرنا پڑتا ہے، بلکہ جیسا ہم کرنے والے تھے ویسا اُس نے لکھ دیا۔ زید کے ذمّہ برائی لکھی اس لیے کہ زید برائی کرنے والا تھا، اگر زید بھلائی کرنے والا ہوتا وہ اُس کے لیے بھلائی لکھتا تو اُس کے علم یا اُس کے لکھ دینے نے کسی کو مجبور نہیں کر دیا۔

("الفقه الأكبر"، ص۴۰:) ("الفتاوى الرضوية"، ج۲۹، ص۲۸۵.)

تقدیر کے انکار کرنے والوں کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس اُمت کا مجوس بتایا۔

(سنن أبي داود"، کتاب السنة، باب الدليل على زيادة الإيمان ونقصانه، الحديث:۴۶۹۱، ۴۶۹۲، ص۱۵۶۷.)

تقدیر کی قسمیں

تقدیر کی تین قسمیں ہیں۔

(۱)۔۔۔مُبرَمِ حقیقی، کہ علمِ الٰہی میں کسی شے پر معلّق نہیں۔

(۲)۔۔۔معلّقِ محض، کہ صُحفِ ملائکہ میں کسی شے پر اُس کا معلّق ہونا ظاہر فرمادیا گیا ہے۔

(۳)۔۔۔معلّقِ شبیہ بہ مُبرَم، کہ صُحفِ ملائکہ میں اُس کی تعلیق مذکور نہیں اور علمِ الٰہی میں تعلیق ہے۔

وہ جو مُبرَمِ حقیقی ہے اُس کی تبدیل ناممکن ہے، اکابر محبوبانِ خدا اگر اتفاقاً اس بارے میں کچھ عرض کرتے ہیں تو اُنھیں اس خیال سے واپس فرمادیا جاتا ہے۔

('مكتوبات إمام رباني"، فارسی، مکتوب نمبر ۲۱۷، ج۱، ص۱۲۳۔۱۲۴.)

ملائکہ قومِ لوط پر عذاب لے کر آئے، سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ علی نبیّنا الکریم وعلیہ افضل الصّلاۃ والتسلیم کہ رحمتِ محضہ تھے، اُن کا نامِ پاک ہی ابراہیم ہے، یعنی ابِ رحیم (في"تفسير القرطبي"، پ۱، البقرة: ۱۲۴، ج۱، الجزء الثاني، ص۷۴)، مہربان باپ، اُن کافروں کے بارے میں اتنے ساعی ہوئے کہ اپنے رب سے جھگڑنے لگے، اُن کا رب فرماتا ہے:

یُجَادِلُنَا فِیْ قَوْمِ لُوْطٍ ﴿۷۴﴾ (پ۱۲، ھود:۷۴.)

ترجمۂ کنزالایمان: ہم سے جھگڑنے لگا قومِ لوط کے بارے میں۔

یہ قرآنِ عظیم نے اُن بے دینوں کا رَد فرمایا جو محبوبانِ خدا کی بارگاہِ عزت میں کوئی عزت ووجاہت نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ اس کے حضور کوئی دَم نہیں مار سکتا، حالانکہ اُن کا رب عزوجل اُن کی وجاہت اپنی بارگاہ میں ظاہر فرمانے کو خود ان لفظوں سے ذکر فرماتا ہے کہ:"ہم سے جھگڑنے لگا قومِ لوط کے بارے میں"، حدیث میں ہے: شبِ معراج حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک آواز سنی کہ کوئی شخص اللہ عزوجل کے ساتھ بہت تیزی اور بلند آواز سے گفتگو کر رہا ہے، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام سے دریافت فرمایا:"کہ یہ کون ہیں؟" عرض کی موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام، فرمایا:"کیا اپنے رب پر تیز ہو کر گفتگو کرتے ہیں؟" عرض کی: اُن کا رب جانتا ہے کہ اُن کے مزاج میں تیزی ہے۔

("حلیۃ الأولیاء"، ج۱۰، ص۴۱۷، الحدیث: ۱۵۷۰۸.)

"کنز العمال"، کتاب الفضائل، فضائل سائر الأنبیائ، رقم: ۳۲۳۸۵، ج۶، الجزء ۱۱، ص۲۳۲)

جب آیہ کریمہ

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ـ (پ۳۰، الضحٰی: ۵)

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک عنقریب تمھیں تمہارا رب اتنا عطا فرمائے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

نازل ہوئی تو حضور سیّد المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: إذاً لاَّ أَرْضٰى وَوَاحِدٌ مِّنْ أُمَّتِيْ فِي النَّارِ "ایسا ہے تو میں راضی نہ ہوں گا، اگر میرا ایک اُمتی بھی آگ میں ہو۔ ("التفسیر الکبیر"، پ۳۰، الضحی: تحت الآیۃ: ۵، ج۱۱، ص۱۹۴.)

یہ تو شانیں بہت رفیع ہیں، جن پر رفعت عزت وجاہت ختم ہے۔ صلوات اللہ تعالیٰ و سلامہ علیہم مسلمان ماں باپ کا کچّا بچہ جو حمل سے گر جاتا ہے اُس کے لیے حدیث میں فرمایا: کہ "روزِ قیامت اللہ عزوجل سے اپنے ماں باپ کی بخشش کے لیے ایسا جھگڑے گا جیسا قرض خواہ کسی قرض دار سے، یہاں تک کہ فرمایا جائے گا: أَيُّهَا السِّقْطُ الْمُرَاغِمُ رَبَّهُ۔ اے کچے بچے! اپنے رب سے جھگڑنے والے! اپنے ماں باپ کا ہاتھ پکڑ لے اور جنت میں چلا جا۔

(سنن ابن ماجه"، أبواب ما جاء في الجنائز، باب ما جاء فيمن أصيب بسقط، الحديث: ١٦٠٨، ج٢، ص٢٧٣.)

خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا، مگر ایمان والوں کے لیے بہت نافع اور شیاطین الانس کی خباثت کا دافع تھا، کہنا یہ ہے کہ قومِ لوط پر عذاب قضائے مُبرَم حقیقی تھا، خلیل اللہ علیہ الصّلاۃ والسلام اس میں جھگڑے تو اُنھیں ارشاد ہوا: "اے ابراہیم! اس خیال میں نہ پڑو... بیشک اُن پر وہ عذاب آنے والا ہے جو پھرنے کا نہیں۔"

اور وہ جو ظاہر قضائے معلّق ہے، اس تک اکثر اولیا کی رسائی ہوتی ہے، اُن کی دُعا سے، اُن کی ہمّت سے ٹل جاتی ہے اور وہ جو متوسّط حالت میں ہے، جسے صُحفِ ملائکہ کے اعتبار سے مُبرَم بھی کہہ سکتے ہیں، اُس تک خواص اکابر کی رسائی ہوتی ہے۔ حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی کو فرماتے ہیں: "میں قضائے مُبرَم کو رد کر دیتا ہوں"

(مکتوبات إمام رباني"، فارسی، مکتوب نمبر ٢١٧، ج١، ص١٢٣۔١٢٤.)

اور اسی کی نسبت حدیث میں ارشاد ہوا: إِنَّ الدُّعَاءَ يَرُدُّ الْقَضَاءَ بَعْدَ مَا أُبْرِمَ۔ "بیشک دُعا قضائے مُبرم کو ٹال دیتی ہے۔"

(كنز العمال"، كتاب الأذكار، ج١، الجزء الثاني، ص٢٨، الحديث: ٣١١٧. بألفاظ متقاربة.)

قضاو قدر کے مسائل عام عقلوں میں نہیں آسکتے

قضاو قدر کے مسائل عام عقلوں میں نہیں آسکتے، ان میں زیادہ غور و فکر کرنا سببِ ہلاکت ہے، صدیق وفاروق رضی اللہ تعالٰی عنھما اس مسئلہ میں بحث کرنے سے منع فرمائے گئے۔ ('المعجم الكبير"، الحديث: ۱۴۲۳، ج۲، ص۹۵.)

ما و شما کس گنتی میں...! اتنا سمجھ لو کہ اللہ تعالٰی نے آدمی کو مثلِ پتھر اور دیگر جمادات کے بے حس و حرکت نہیں پیدا کیا، بلکہ اس کو ایک نوعِ اختیار دیا ہے کہ ایک کام چاہے کرے، چاہے نہ کرے اور اس کے ساتھ ہی عقل بھی دی ہے کہ بھلے، بُرے، نفع، نقصان کو پہچان سکے اور ہر قسم کے سامان اور اسباب مہیا کر دیے ہیں، کہ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے اُسی قسم کے سامان مہیّا ہو جاتے ہیں اور اسی بنا پر اُس پر مؤاخذہ ہے۔ (في "منح الروض الأزهر"، ص۴۲۔۴۳:)

اپنے آپ کو بالکل مجبور یا بالکل مختار سمجھنا، دونوں گمراہی ہیں۔

(الحديقة الندية"، ج۱، ص۵۰۹:)

بُرا کام کرکے تقدیر کی طرف نسبت کرنا اور مشیتِ الٰہی کے حوالہ کرنا بہت بُری بات ہے، بلکہ حکم یہ ہے کہ جو اچھا کام کرے، اسے منجانب اللہ کہے اور جو برائی سرزد ہو اُس کو شامتِ نفس تصوّر کرے۔ (التفسير الكبير" پ۱۶، الكهف، ج۷، ص۴۹۲۔۴۹۳.)

تمت بالخیر

الحمد للہ عزوجل اس کتاب کا آغاز رمضان المبارک ۱۴۳۹ھ بمطابق مئی ۲۰۱۸ء میں کیا گیا اور اختتام بھی رمضان المبارک میں ہو گیا۔

اللہ کریم عزوجل سے دعا ہے کہ اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور دونوں جہان کی کامیابی کا ذریعہ بنائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم

سگِ عطار ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مصنف کی دیگر کتب کا تعارف

(1)۔۔۔ مَافَعَلَ اللّٰہُ بِکَ

غفلت اڑا کر فکرِ آخرت پیدا کرنے والے واقیات کا مجموعہ بنام ”ما فعل اللہ بک“ یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے منفرد ہے کیونکہ اس کتاب میں ان واقعات کو جمع کیا گیا ہے جن میں خواب دیکھنے والا مرنے والے سے مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِكَ (یعنی اللہ پاک نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟) کے ذریعہ سوال کرکے مرنے کے بعد پیش آنے والے معاملات دریافت کرتا ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...اولیاء اپنے پیروکاروں کی شفاعت کریں گے
☆...دنیا میں سب سے زیادہ رونے والے حضرات
☆...ایک رقت انگیز رخصتی
☆...چالیس سال تک گناہ نہیں کیا
☆...شہوت پرستی کے مختلف انداز
☆...لوگوں کی چار اقسام
☆...دنیا کی چھ چیزیں اور ان کی حقیقت
☆...سفید بالوں کی فضیلت
☆...ناپ تول میں کمی کا وبال
☆...حوریں پانے کا عمل
☆...قربِ الٰہی پانے کا طریقہ
☆...رسول اللہ ﷺ پھلوں کو چوما کرتے تھے

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(2)۔۔۔ میری سنّت میری امّت

ان احادیث کا مجموعہ جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی سنت اور اپنی امت کا تذکرۂ دلنواز فرمایا ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...میری سنت کو زندہ کرنے کا مطلب
☆...میری سنت میں سے یہ چیزیں ہیں

☆...میری سنت سے جس نے محبت کی
☆ ...میری سنت میں جس کا سکون ہو
☆...میری امت کا سلام
☆...میری امت میں ایسا شخص پیدا فرمایا
☆...میری امت کے لئے امان ہیں
☆...میری امت کی گوشہ نشینی
☆...پچھلی امتوں کی بیماریاں

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(3)---کیا حال ہے؟

دلچسپ و عبرت ناک واقعات کا مجموعہ بنام "کیا حال ہے؟

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... پہلا باب: کیا حال ہے
☆...دوسرا باب: صبح کس حال میں کی
☆... تیسرا باب: آپ کیسے ہیں؟
☆...چوتھا باب: کیسے ہو؟

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(4)---موت کے وقت

مرنے والے کو موت کے وقت پیش آنے والے دردناک و عبرت ناک معاملات پر مشتمل واقعات کا مجموعہ ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...موت کے وقت
☆...موت کا وقت
☆...نزع کا عالم
☆...نزع کے عالم
☆...وصال کا وقت
☆...وصال کے وقت
☆...وفات کا وقت
☆...وفات کے وقت
☆...انتقال کا وقت

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(5)---عقائد کی حکمتیں

اس کتاب میں عقائدِ اہلسنت کی عقلی اور نقلی دلائل کے ساتھ ساتھ اچھوتے انداز میں حکمتیں بھی بیان کی گئی ہیں۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...حکمت کیا ہے
☆...حکمت کہاں اور کیسے ملتی ہے
☆اللہ پاک کا ہونا کیوں ضروری ہے؟...
☆...اللہ پاک کا اولاد سے پاک ہونے کی حکمتیں
☆...اللہ کو اللہ کہنے کی حکمتیں
☆...کیا اللہ پاک سوتا بھی ہے؟
☆...اللہ کا مکان سے پاک ہونے کی حکمتیں
☆...اللہ پاک کے کل کتنے نام ہیں؟

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(6)---پانچ نمازوں کی حکمت

اس کتاب میں نماز اور ارکانِ نماز کی عقلی دلائل کے ساتھ ساتھ اچھوتے انداز میں حکمتیں بھی بیان کی گئی ہیں۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...قرآن میں لفظِ صلوۃ کتنی بار آیا؟
☆...نماز کے اعظم الفرائض ہونے کی چھ حکمت
☆...نماز کو صلوۃ کہنے کی چار حکمت
☆...نماز کے افضل العبادات ہونے کی پانچ حکمت
☆...نماز کی برکات
☆...پانچ نمازوں کے فرض ہونے کی سات حکمت
☆...انسانی زندگی کی پانچ حالت
☆...سورج کی پانچ حالت
☆...نماز کے شرائط و فرائض کی حکمتیں
☆...قبلہ مقرر کرنے کی چار حکمت

☆...کعبہ کو قبلہ مقرر کرنے کی نو حکمت
☆...نمازوں کی رکعتوں کے مختلف ہونے کی حکمتیں
☆...احکامِ الٰہی کے مختلف ہونے کی حکمت
☆...پانچ نمازوں کے ناموں کی حکمت
☆...فرضوں کے ساتھ سنن کی حکمت
☆...اعمالِ نماز کا شرعی جائزہ

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(7)---قرآنی سورتوں کے مضامین

قرآنِ عظیم کی (۱۱۴) سورتوں کے متعلق اجمالی دلچسپ معلومات پر مشتمل یہ کتاب ہے جو اپنے اعتبار سے بہت علمی کتاب ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...سورت کا مقامِ نزول
☆...آیات، کلمات اور حروف کی تعداد
☆...سورت کا نام رکھے جانے کی وجہ
☆...سورت کے فضائل
☆...سورت کے مضامین
☆...پچھلی سورت کے ساتھ مناسبت
☆...اور رنگ برنگے مدنی پھول

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(8)---سب سے پہلے سب سے آخر

دلچسپ معلومات کا ایک اچھوتا انداز "سب سے پہلے فلاں کام کس نے کیا" پر مشتمل کتاب ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...سب سے پہلے کس نے منبر پر خطبہ پڑھا؟ ☆...سب سے پہلے کس نے راہِ خدا میں جہاد کیا؟
☆...سب سے پہلے کس نے ثرید تیار کیا؟ ☆...سب سے پہلے ترازو کس نے بنایا؟
☆...سب سے پہلے کس نے ہتھیار بنائے؟ ☆...سب سے پہلے "اَمَّا بَعْدُ" کس نے کہا؟

☆...سب سے پہلے اسلام میں مسجد کس نے بنائی؟☆...سب سے پہلے اسلام میں سولی کس کو دی گئی؟

☆...سب سے پہلے اسلام میں خطبہ کون سا پڑھا گیا؟☆...سب سے پہلے کس نے تاج شاہی سر پر رکھا؟

☆راہب کے ٦٢ سوالات اور ابویزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے جوابات☆

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(9)---جانشینِ انبیاء کا تعارف

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(10)---قصور کس کا ہے؟

کئی لڑکیاں پیدا ہونے کے بعد لوگ کہتے ہیں "اس عورت کو طلاق دے دو" آخر لڑکیوں کی پیدائش میں قصور کس کا ہے؟ مرد کا، یا عورت کا، اس کتاب میں اور اسلام اور سائنس کی روشنی میں بڑے اچھے انداز میں بیان کیا گیا ہے مزید دلچسپ سوالات وجوابات بھی ہیں۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...زمانۂ جاہلیت کی کچھ یادیں

☆...پانچ لرزہ خیز واردات

☆...بیٹیوں کے فضائل

☆...سائنس کیا کہتی ہے؟

☆...دلچسپ سوالات وجوابات

☆...عِلْمُ الْجَنِیْن کیا ہے؟

☆...بچے کی پیدائش کا سبب کیا ہے؟

☆...بچے کی پیدائش کا مرحلہ

☆...بے اولادی کے 4 روحانی علاج

☆...اولادِ نرینہ کے روحانی علاج

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(11)---نصاب مسائلِ نماز

امامت ٹیسٹ کی تیاری کرنے کے لئے بہترین کتاب جس میں نماز کے بنیادی مسائل بیان کئے گئے ہیں۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...اپنی ضرورت کا علم سیکھنا فرض ہے!☆...حصولِ علم کے ذرائع ☆...چندے کے مسائل

☆...شرائطِ نماز ☆...فرائضِ نماز ☆...واجباتِ نماز

☆...مفسداتِ نماز ☆...مکروہاتِ نماز ☆...مسائلِ سجدۂ سہو

☆...امامت کی شرائط ☆...اقتداء کی شرائط ☆...مسائلِ نمازِ جمعہ

☆...مسائلِ نمازِ عیدین ☆...مسائلِ معذورِ شرعی ☆...جماعت کا ایک اہم مسئلہ

☆...مسائلِ شرعی مسافر ☆...مسائلِ نمازِ جنازہ ☆...مسائلِ سجدۂ تلاوت

☆...مسائلِ اذان واقامت ☆...مسائلِ لقمہ ☆...چاند کب نکلے گا؟

مرتب: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(12)...خطباتِ مصطفائی و خطباتِ شفیقی حصہ اوّل

اصلاحی و تبلیغی خطبات کا ایک منفرد و مقبول گلدستہ جس میں ٦ بیان پیر ثاقب رضا مصطفائی اور ٦ بیان مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری کے شامل ہیں۔

آپ اس کتاب میں ان عنوان پر خطاب ملاحظہ فرمائیں گے:

	خطباتِ مصطفائی		خطباتِ شفیقی
1	عظمتِ رسالتِ مآب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم	1	محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اللہ کے مظہر ہیں
2	ذکر کی فضیلت اور اس کے اثرات	2	جمیع عالم برائے مصطفی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم
3	ولی کی پہچان	3	امت کا معنی اور اس کا مفہوم
4	سنّت اور بدعت	4	امت محمدیہ کی عمر کم کیوں رکھی گئی
5	نورِ حِسّی اور نورِ معنوی	5	اعلی حضرت کا عشق رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم
6	تفسیر سورۂ تکاثر	6	تفسیر سورۂ کوثر: محبوب ہم نے تم کو سب کچھ دیا

خطیبِ اوّل: مبلغ اسلام پیرزادہ محمد رضا ثاقب مصطفائی

خطیبِ ثانی و مرتب: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(13)۔۔۔خطباتِ مصطفائی و خطباتِ شفیقی حصہ دوم

اصلاحی و تبلیغی خطبات کا ایک منفرد و مقبول گلدستہ جس میں ٦ بیان پیر ثاقب رضا مصطفائی اور ٦ بیان مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری کے شامل ہیں۔

آپ اس کتاب میں ان عنوان پر خطابات ملاحظہ فرمائیں گے:

	خطباتِ مصطفائی		خطباتِ شفیقی
7	حب رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور اس کے تقاضے	7	شانِ مصطفی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم
8	منی سے کربلا تک	8	مصطفی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم دنیا کی جان ہیں
9	آؤ در تواب پے روتے ہوئے آؤ	9	اللہ عزوجل سے محبت کیجئے
10	اہلِ تقوی اور جنت	10	ماں باپ کے حقوق
11	فلسفۂ رمضان	11	اعلی حضرت رضی اللہ عنہ کا چرچا رہے گا
12	تفسیر سورۂ بلد	12	تفسیر سورۂ عصر، قیامت کا بیان

خطیبِ اوّل: مبلغ اسلام پیرزادہ محمد رضا ثاقب مصطفائی

خطیبِ ثانی و مرتب: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(14)۔۔۔خطباتِ مصطفائی و خطباتِ شفیقی حصہ سوم

اصلاحی و تبلیغی خطبات کا ایک منفرد و مقبول گلدستہ جس میں ٦ بیان پیر ثاقب رضا مصطفائی اور ٦ بیان مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری کے شامل ہیں۔

آپ اس کتاب میں ان عنوان پر خطابات ملاحظہ فرمائیں گے:

	خطباتِ مصطفائی		خطباتِ شفیقی
13	اثبات وجودِ باری تعالی	13	حدیث کی اہمیت
14	نفس اور شیطان	14	نسبت کا بیان

15	اسلام میں احترام آدمیت	15	سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم آ گئے
16	ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے	16	اللہ عزوجل کے نام پر مانگنا
17	مقصدِ حج	17	آؤ توبہ کریں
18	تفسیر سورۂ مائدہ	18	تفسیر سورۂ ملک، موت وحیات

خطیبِ اوّل: مبلغ اسلام پیرزادہ محمد رضا ثاقب مصطفائی

خطیبِ ثانی ومرتب: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(15)---تدریس کے 26 طریقے

جدید دور میں جدید و قدیم تدریس کے طریقوں کا مجموعہ بنام "تدریس کے 26 طریقے" اس کتاب میں تدریس کے طریقوں کے ساتھ ساتھ اپنی تدریس کو بہتر اور مقبولِ عام بنانے کے فارمولے بھی بیان کئے گئے ہیں۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...تدریس کے نکات

☆...تدریس کے ۲۶ طریقے

☆...درجے کی ترقی کے فارمولے

☆...طلبا کے درمیان کئے جانے والے بیان

☆...انوکھی باتیں

☆...انوکھے سوالات

☆...انوکھی حکایات

☆...انوکھی حکمتیں

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(16)---رفیق التدریس

استاد کو تدریس کے اعلی منصب کی جانب لے جانے والی ایک نمایاں تحریر جس میں تدریس میں نکھار پیدا کرنے والی چیزوں کو بیان کیا گیا ہے۔

اس کتاب میں چھ ابواب ہیں جو درج ذیل ہیں:

☆...پہلا باب:63انوکھی معلومات ☆...دوسرا باب:63انوکھے سوالات

☆...تیسرا باب:63انوکھے چٹکلے ☆...چوتھا باب:63انوکھی پہیلیاں

☆...پانچواں باب:63 انوکھی حکمتیں ☆...چھٹا باب:63انوکھی حکایات

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(17)---تاریخ ساز شخصیت بننے کے فارمولے

تاریخ ساز شخصیت بننے کی ایک رہنما کتاب

آپ اس باب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

☆... شخصیت کسے کہتے ہیں؟ ☆... تاریخ ساز شخصیت کی خصوصیات

☆... شخصیت کی تعمیر ایسے کریں ☆... تاریخ ساز شخصیت بننے کا پہلا فارمولہ

☆... تاریخ ساز شخصیت بننے کا دوسرا فارمولہ ☆... دنیا بھر میں اسلام کیسے پہنچا؟

☆... تاریخ ساز شخصیت بننے کا دوسرا فارمولہ ☆... تاریخ ساز شخصیت بننے کا تیسرا فارمولہ

☆... ادارے قائم کرنے کے فامولے ☆... تاریخ ساز شخصیت بننے کا چوتھا فارمولہ

☆... تمام عورتوں تک پیغام پہنچانے کا فارمولہ ☆... تاریخ ساز شخصیت کی خوبیاں

☆... تاریخ ساز شخصیت بننے کا پانچواں فارمولہ ☆... دوسروں کو بلند کرنا خود کی بلندی ہے

☆... تاریخ ساز شخصیت بننے کا چھٹا فارمولہ ☆... ایک بادشاہ اور چار آدمی

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(18)۔۔۔فیضانِ قرآن کورس

90دن میں صرف 30منٹ کی کلاس میں قرآن، اذکارِ نماز، دعا، سنتیں اور آداب سیکھنے کا منفرد کورس

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... فیضانِ قرآن کورس کے فوائد

☆... فیضانِ قرآن کورس کے جدول چلانے کی رہنمائی

☆... مدنی قاعدہ کے 22اسباق

☆...22کاموں کی سنتیں اور آداب

☆...23دعائیں

☆...10 قرآنی سورتوں کا حفظ و مشق

☆... اذکارِ نماز کا حفظ و مشق

☆...5کلمے، ایمانِ مجمل و ایمانِ مفصل کا حفظ و مشق

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(19)۔۔۔فیضانِ شریعت کورس

صرف 30منٹ کی کلاس میں عقائد، عبادات، معاملات، منجیات، مہلکات اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سنتوں کے متعلق بہت کچھ سیکھنے کا منفرد کورس

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... فیضانِ شریعت کورس کے فوائد

☆... فیضانِ شریعت کورس کے جدول چلانے کا طریقہ کار

پہلا باب ☆... عقائد کے 19 بیانات

دوسرا باب ☆... عبادات کے 19 بیانات

تیسرا باب ☆... معاملات کے 19 بیانات

چوتھا باب ☆... مُنْجِیَات کے 19 بیانات

پانچواں باب ☆... مُھْلِکَات کے 19 بیانات

چھٹا باب ☆... سنتیں اور آداب

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(20)---آسان فرض علوم

فرض علوم پر مشتمل جدید انداز کی آسان ترین کتاب جس میں عقائدِ اہلسنت کو عقلی اور نقلی دلائل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور مسائل کو نہایت آسان کر کے عوام کے پڑھنے کے قابل بنایا گیا ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...کتاب العقائد
☆... تہتر فرقوں کا بیان
☆...کتاب الطہارۃ
☆...کتاب الصلوۃ
☆...کتاب الجنائز
☆...کتاب الصوم
☆...کتاب الزکوۃ
☆...کتاب الحج
☆...کتاب النکاح
☆...کتاب الطلاق
☆...کتاب الاضحیہ
☆...کتاب القسم
☆...کتاب الحدود
☆... حلال طریقے سے کمانے کا بیان

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(21)---آسان خطباتِ محرم

ماہِ محرم میں کی جانے والی تقریروں کا آسان اور دلچسپ معلوماتی گلدستہ بنام

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

1☆...دین اسلام کی خوبیاں
2☆... سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و الہ و سلم
3☆... صحابۂ کرام رضی اللہ عنھم
4☆... حضرتِ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
5☆... حضرتِ عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ
6☆... حضرتِ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ
7☆... حضرتِ مولی علی رضی اللہ عنہ
8☆... حضرتِ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنھا
9☆... حضرتِ امامِ حسن رضی اللہ عنہ
10☆... حضرتِ امامِ حسین رضی اللہ عنہ

11☆...شہادتِ امامِ حسین رضی اللہ عنہ
12☆...یزید اور یزیدیوں کا انجام
13☆...دسویں محرم الحرام کے فضائل

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(22)---تنظیمی نصاب وبیانات

مجلس امامت کورس میں داخلِ نصاب کتاب بنام

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...12 دینی کاموں کی تفصیل
☆... سنتیں اور آداب
☆...انفرادی کوشش کی ترغیبات
☆...اجتماعِ پاک کی دعائیں
☆...فیضانِ تجوید کے اسباق
☆...امام کے ۳۰ مدنی پھول
☆...اذکارِ نماز
☆...درودِ تاج
☆...بیاناتِ عصر
☆...بیاناتِ مغرب

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(23)---اعلیٰ حضرت کا چرچا رہے گا

اعلی حضرت کا تذکرۂ دل نواز قرآن، حدیث اور میٹھ کی روشنی میں خطباتِ شفیقی جلد دوم کا ایک

منفرد بیان بنام

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...درود شریف کی انوکھی فضیلت
☆...اولیاء اللہ کے تذکرے کیوں باقی رہتے ہیں؟
☆...بادشاہوں کے مقبروں کا حال
☆...اولیاء کے مزاروں کا حال
☆...تذکرے باقی رہنے کے چند اسباب
☆...اولیائے کرام کے تذکرے زمین و آسمان میں

☆...فنا ہو کر 9 کا عدد بن جاتا ہے
☆...اس لیے مخلوق اولیاء کا عرس مناتی ہے
☆...اولیاء پر رب نوازشات
☆...9 کے عدد کی چار عجیب باتیں
☆...اعلیٰ حضرت کے پاس سب کچھ ہے
☆...بارگاہِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے مشین عطا ہوئی
☆...اعلیٰ حضرت کے سونے کا منفرد انداز
☆...اعلیٰ حضرت کے فنافی الرسول ہونے کی دلیل
☆...ہر وقت نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ثنا
☆...دورانِ میلاد بیٹھنے کا انداز
☆...تعارفِ اعلیٰ حضرت
☆...منقبتِ اعلیٰ حضرت

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(24)---آسان حنفی نماز

आम मुसलमान के लिये नमाज़ और उस के ज़रूरी अहकाम सीखने के लिये बेहतिरीन किताब बनाम

आसान हनफ़ी नमाज़

नमाज़ पढ़ने का आसान तरीक़ा

सवालन जवाबन

आप इस किताब में पढ़ सकेगें

मस्जिद के मसाइल
दीनी इल्म सीखने की फ़ज़ीलत
गुस्ल के मसाइल
वुज़ू के मसाइल
नजासतों के मसाइल
तयम्मुम के मसाइल
नमाज़ के मसाइल
कपड़े पाक करने के तरीक़े
इमामत के मसाइल
सज्दए सहव के मसाइल
जुमा के मसाइल
माज़ूरे शरई के मसाइल

ईद के मसाइल
इक़्तिदा के मसाइल
मुसाफ़िर के मसाइल
नमाज़े जनाज़ा के मसाइल
अज़ानो इक़ामत के मसाइल
सज्दए तिलावत के मसाइल
नमाज़ में लुक़मा के मसाइल

मुरत्तिब

मौलाना अबू शफ़ीअ मुहम्मद शफ़ीक़ ख़ान अत्तारी मदनी फ़तेहपुरी

मकतबा दारुस्सुन्ना दिल्ली

(25)---عیدِ میلادالنبی کیوں اور کیسے؟

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(26)---محمد اور احمد کے اسرار

اللہ پاک کے آخری نبی، محمدِ عربی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مبارک نام "محمد" اور "احمد" کی لاجواب تشریح پر مشتمل "خطباتِ شفیقی" حصہ اول کا ایک منفرد بیان بنام

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...درود شریف کی انوکھی فضیلت
☆...اللہ پاک کے تین ہزار نام
☆... حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ۱۴۰۰ نام
☆... محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اللہ کے مظہر ہیں
☆...اسمِ محمد اسمِ اللہ کا مظہر
☆...چار میں عجیب لطف ہے
☆...نقطہ عیب ہے
☆...مشدد حرف لانے کی حکمت
☆...صفاتِ محمد صفاتِ خدا کا مظہر
☆...افعالِ محمد افعالِ خدا کا مظہر
☆...ہر چیز میں محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا نور ہے
☆...خصائصِ مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کتنے ہیں؟
☆... حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے چار نام حمد سے مشتق ہیں
☆...احمد نام رکھنے کی وجہ

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(27)۔۔۔مدینہ جانا کیوں ضروری ہے؟

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(28)۔۔۔ایک سے دس تک

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(29)۔۔۔نکتے ہی نکتے

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(30)۔۔۔امّتِ محمدیہ کے سوالات اوران کے قرآنی جوابات

حضرتِ عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: امتِ محمد صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم سے کم سوال کسی امت نے نہ کئے کہ امتِ محمد صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے صرف ۱۴ سوالات کئے۔(التفسیر الکبیر جلد ۳ ص ۱۰۲)

اس کتاب میں ان سوالات کے جوابات کے ساتھ ساتھ مختصر تشریح بھی بیان کی گئی ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆۔۔۔امتِ محمدیہ کے ۱۴ سوالات

☆۔۔۔چاند کے گھٹنے اور بڑھنے کی حکمت

☆۔۔۔شراب حرام ہونے کا ۱۰ انداز میں بیان

☆۔۔۔جوئے کے دنیوی نقصانات

☆۔۔۔حَیض کی حکمت

☆۔۔۔بندوک کی گولی سے شکار کرنے کا شرعی حکم

☆۔۔۔انفال کا معنی

☆۔۔۔حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو روح کا علم حاصل ہے

☆۔۔۔ذوالقرنین کے تین سفر

☆۔۔۔سدِ سکندری کب ٹوٹے گی؟

☆۔۔۔اہلِ ایمان کی شفاعت کی دلیل

☆۔۔۔شفاعت سے متعلق (۵) اَحادیث

☆...نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو قیامت قائم ہونے کے وقت کا علم دیا گیا ہے

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(31)---کامیابی کے 10 اصول

مایوسی کا خاتمہ کر کے کامیابی کی جانب گامزن کرنے والے اصولوں کا مجموعہ بنام "کامیابی کے دس اصول" یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے منفرد ہے کیونکہ اس کتاب میں ان اصولوں کو جمع کیا گیا ہے جن سے مایوسی کا خاتمہ ہونے کے ساتھ ساتھ آگے بڑھ کر کچھ کر گزرنے کا جذبہ نو پیدا ہوتا ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... مثبت سوچ رکھنے والا ہو
☆... نظم و ضبط کے ساتھ رہنے والا ہو
☆... لوگوں کے مزاج کو پرکھنے کی صلاحیت رکھنے والا ہو ☆... اپنے کام کو شوق و لگن کے ساتھ کرنے والا ہوں
☆... ناکام لوگوں سے سبق حاصل کرنے والا ہو
☆... سخت محنت کرنے والا، اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے والا ہو
☆... کام کو بانٹنے والا ہو
☆... خدار اور متوکل ہو
☆... آخرت کی فکر کو مقدم رکھنے والا ہو
☆... ان سب کا سرچشمہ خوفِ خدا والا ہو

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(32)---درسِ تصوف

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(33)---علماء کو اتنی فضیلت کیوں ملی؟

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(34)---درود کی حکمتیں

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(35)---چاند کی گواہی

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(36)---شفیق المصباح شرح مراح الارواح

دعوتِ اسلامی کے جامعات المدینہ کے نصاب میں شامل علمِ صرف کی مشہور و معروف کتاب بنام ''مراح الارواح'' کی آسان اردو شرح ہے جس میں عربی عبارت پر اعراب و اردو ترجمہ کے ساتھ ساتھ سوالاً جواباً تشریح پیش کی گئی ہے جو اپنے اعتبار سے بڑی مفید و دلچسپ کتاب ہے۔

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(37)---شفیقیہ

اس کتاب میں شارح مسلم کی چالیس احادیث کا مجموعہ، مشہورِ زمانہ کتاب ''الاربعین النوویہ'' کا آسان اردو ترجمہ نیز راویوں کے حالات کے بھی بیان کیے گیے ہیں

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...مصنف کا تعارف ☆...مترجم کا تعارف ☆...عبارت مع اعراب

☆... سلیس اردو ترجمہ ☆...راویوں کے حالات

مصنف: شیخ الاسلام الحافظ الامام محی الدین ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی (علیہ رحمۃ اللہ القوی)

مترجم: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(38)---شفیق النحو لحل خلاصۃ النحو حصہ اول

دعوتِ اسلامی کے جامعات المدینہ کے درجۂ اولی کے نصاب میں شامل علمِ نحو کی مشہور و معروف کتاب بنام "خلاصۃ النحو" کی تمارین کو حل کیا گیا ہے۔

مرتب: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(39)---شفیق النحو حل خلاصۃ النحو حصہ دوم

دعوتِ اسلامی کے جامعات المدینہ کے درجۂ اولی کے نصاب میں شامل علمِ نحو کی مشہور و معروف کتاب بنام "خلاصۃ النحو" کی تمارین کو حل کیا گیا ہے۔

مرتب: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(40)---نور المغیث شرح تیسیر مصطلح الحدیث

درسِ نظامی کے درجۂ سادسہ میں داخلِ نصاب اصولِ حدیث کی بہترین کتاب "تیسیر مصطلح الحدیث" کی اردو شرح بنام

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...مصنف کا تعارف
☆...شارح کا تعارف
☆...عربی عبارت مع اعراب
☆...عربی عبارت کا آسان اردو ترجمہ
☆...عربی عبارت کی شرح
☆...سوال وجواب

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(41)---القول الاظہر شرح الفقہ الاکبر

عقائد کے متعلق ۱۳۰۰ سال پرانی امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی اہم کتاب "الفقہ الاکبر" کی آسان اردو شرح ہے مزید باطل فرقوں کے مختصر تعارف وعقائد کا بھی بیان شامل ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...عقائد کے کتنے اور کون کون سے امام ہیں؟
☆...اللہ پر ایمان لانے سے کیا مراد ہے؟
☆...واحد اور احد میں کیا فرق ہے؟
☆...کیا اللہ عدد کے اعتبار سے ایک ہے؟
☆...کیا اللہ اپنی مخلوق کے مشابہ ہے؟
☆...اللہ کی صفات ذاتی اور فعلی کیا ہیں؟
☆...حادث اور قدیم کا کیا معنی ہے؟
☆...قرآن کے مخلوق ہونے، نہ ہونے کی بحث
☆...اللہ کی صفات قدیم کیسے ہیں؟
☆...اہل سنت کی نشانی درزمانۂ امام اعظم
☆...کیا زمین گھومتی ہے؟
☆...اللہ کا کسی کو گمراہ کرنے کے کیا معنی ہیں؟
☆...بندوں کے افعال کا خالق کون ہے؟
☆...کیا گناہ بھی اللہ کے حکم سے ہوتے ہیں؟
☆...مرتکب کبیرہ کے بارے میں معرکۃ الآرا بحث
☆کیا تمام قرآنی فضیلت میں برابر ہیں؟...
☆...۷۳ فرقوں کے بارے میں مختصر معلومات اور ان کے عقائد۔
☆...اگلے مہینے کا چاند کب نظر آئے گا معلوم کرنے کا فارمولا

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(42)---شارق الفلاح شرح نور الایضاح

درسِ نظامی کے کورس میں داخلِ نصاب کتاب "نور الایضاح" کی آسان اردو شرح ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...مصنف کا تعارف
☆...شارح کا تعارف
☆...فقہی اصطلاحات
☆...بنیادی باتیں
☆...صاحبِ نور الایضاح کے غیر مفتی بہ اقوال
☆...عبارت مع اعراب
☆...سلیس اردو ترجمہ
☆...سوالاً جواباً عبارت کی شرح

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(43)۔۔۔عرفان الاثار شرح معانی الاثار

فقہ حنفی کی دلائل پر مشتمل احادیث کی مستند کتاب معانی الاثار کی اردو شرح ہے جو درسِ نظامی میں داخلِ نصاب ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...مصنف کا تعارف ☆...شارح کا تعارف

☆...متن مع اعراب ☆...متن کا سلیس اردو ترجمہ

☆...اختلافِ فقہائے کرام مع دلائل ☆...ترجحاتِ مذہبِ احناف

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(44)۔۔۔عنایۃ الحکمت لحل بدایۃ الحکمت

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(45)۔۔۔خلیلیہ شرح مناظرۃ الرشیدیہ

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(46)۔۔۔کلام الوقایہ شرح شرح الوقایہ

علمِ فقہ کی شاندار کتاب "شرح الوقایہ" کی اردو شرح بنام

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...عربی عبارت مع اعراب ☆...عربی عبارت کا اردو سلیس ترجمہ

☆...متن کی شرح ☆...مفتی بہ اقوال کی نشاندہی

☆...اختلافِ ائمہ ☆...ترجیحات احناف

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(47)۔۔۔رحمۃ الباری شرح تفسیر البیضاوی

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(48)۔۔۔مختار التاویل شرح مدارک التنزیل

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(49)۔۔۔الدلالۃ الشاھدۃ شرح البلاغۃ الواضحۃ

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(50)۔۔۔المعتبر المعترف لحل المعتقد المنتقد

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(51)۔۔۔سلیم النظر شرح نزھۃ النظر

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(52)۔۔۔شفیق النعمانی لحل شرح الجامی

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(53)۔۔۔عطایۃ الحکمت شرح ھدایۃ الحکمت

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(54)۔۔۔نحو کے دلچسپ سوالات

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(55)۔۔۔صرف کے دلچسپ سوالات

علمِ صرف کی بہترین کتاب جس میں صرف کے قاعدوں کی علتیں اور افعال کے مختلف صیغوں کی وجہ و حکمت بیان کی گئی ہیں، مزید مراح الارواح کا متن مع اعراب و ترجمہ بھی شامل کیا گیا ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...وزن کے لئے "ف،ع،ل" کو کیوں خاص کیا گیا؟ ☆... فعل ماضی کے ۱۴ صیغے ہی کیوں آتے ہیں؟

☆... فعل ماضی مبنی ہے حالانکہ اس کے آخر میں حرکت ہے؟ ☆... فعل مضارع معرب کیوں ہوتا ہے؟

☆... فعل مضارع بنانے کے لئے حروف اتین کا اضافہ کیوں کرتے ہیں؟☆... فعل امر کو مضارع سے ہی کیوں بناتے ہیں؟

☆... ثلاثی مجرد کے اسم فاعل میں الف کا اضافہ کیوں کرتے ہیں؟ ☆...اسم مفعول بنانے میں میم کا اضافہ کیوں کیا گیا؟

☆... صیغوں کی تعلیل کرنے کے آسان ۱۶ قاعدے ☆...نون تثنیہ اور تنوین میں فرق

☆...ان چیزوں کا بیان جن سے ثقل لازم آتا ہے ☆...ان چیزوں کا بیان جن سے خفت پیدا ہوتی ہے

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(56)---تسلیم التوقیت

یہ کتاب اپنی مثال آپ ہے کہ اس میں چار علوم کو یکجا کیا گیا ہے :(۱)۔علمِ توقیت۔(۲)۔علمِ فلکیات۔(۳)علمِ تقویم۔(۴)۔علمِ طب۔ان چار علوم کے متعلق ایک اہم اور آسان تصنیف ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...علمِ توقیت ☆...علمِ فلکیات

☆...علمِ تقویم ☆...علمِ طب

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری